بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم
نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

عظمتِ مصطفٰی ﷺ

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ
ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)
(مکتبہ انوار المصطفٰی 23-2-75/6 مغلپورہ ۔ حیدرآباد ۔ اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ
شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : عظمتِ مصطفٰی ﷺ
تصنیف : تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
تلخیص وتحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆☆) ملیں سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح واضافت ہے
تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی
ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)
اشاعت اُول : ڈیسمبر ۲۰۰۵
تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)
قیمت: 20 روپیئے

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

حقیقتِ توحید : اسلام کے بُنیادی عقیدۂ توحید کو قرآن وحدیث اور علماءِ اُمّت کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائلِ توحید، توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور منصبِ رسالت، ربوبیت عامہ اور خاصہ، صفاتِ الٰہی، عقیدۂ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم، عبادت اور استعانت، وحدت وتوحید، بشریت وعبدیت مصطفٰی ﷺ ......اس کتاب کے موضوعات ہیں

عبدیتِ مصطفٰی ﷺ : اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن کمالات وامتیازات سے نوازا، ان میں سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے۔ کتاب میں نہایت مستند ومدلل انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین نبی مکرم خیر البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ عبدیت، حقیقت مقامِ عبدیت، مقام عبدیت ورسالت، شان عبدیت ومحبوبیت، حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اولیت کو بیان کیا گیا ہے۔

مکتبہ انوار المصطفٰی 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدر آباد

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	۵	کن لوگوں کے اعمال چھینے جائیں گے	۲۷
سیرت کی تعریف	۵		
انسان اور جانور میں فرق	۵	بنی تمیم کا وفد بارگاہِ رسالت میں	۲۸
مومن اور کافر کی سیرت	۶	حضور ﷺ کی دعوتِ عام	۲۹
جلسہ سیرت النبی ﷺ کیا ہے؟	۸	صحابہ کرام کا طریقہ تخاطب	۲۹
بارگاہِ نبوت کی عظمت	۹	اپنی طرح بشر کون کہے؟	۳۰
مخاطب صرف اہلِ ایمان کیوں؟	۱۲	بارگاہِ نبی ﷺ میں آنے سے پہلے صدقہ دو۔	۳۲
تقدم کی صورتیں	۱۴	فرشتوں نے غسل دیا	۳۳
بارگاہِ سیدنا صدیق میں	۱۶	نماز کی حالت میں دوڑ پڑو	۳۴
صحابہ کرام اور تعظیم	۱۷	قرآن نے کسے مُردہ کہا ؟	۳۵
قیامِ تعظیمی اور دست بوسی	۱۹	حضور ﷺ زندگی بخشتے ہیں	۳۷
کمالِ ادب	۲۰	بے ادبوں کی فہرست	۳۹
تعظیمِ حدیث	۲۱	کیا سنی علماء گالی دیتے ہیں؟	۴۲
کیا رسول ﷺ بھائی ہیں؟	۲۲	ابولہب اور اس کے بیٹوں کا حشر	۴۳
اپنے قانون کی تلوار کی زد میں	۲۲	کاتبِ وحی کا حشر	۴۵
نورِ مصطفیٰ ﷺ کی عمر	۲۴	ایک عاشقِ رسول کا جواب	۴۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَہٗ بِاَیِّدِہٖ اَیِّدِنَا بِاَحۡمَدًا
اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے   تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی کا استعمال
گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے
زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

اعلیٰ معیار کی کتابت وطباعت کے ساتھ ان شاء اللہ بہت جلد منظرِ عام پر آ رہی ہے

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

الحمد لله الذى جعل الافلاك والارضين والصلوٰة والسلام علىٰ من كان نبياً واٰدم بين المآء والطين وعلىٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعين . أما بعدُ فقد قال الله تعالىٰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾
(الحجرات/۱) اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو (وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہے، تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر   نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید اینجا
بمصطفٰی برساں خویش راکہ دین ہمہ اوست   اگر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی ست
ظہور نور یزدانی نمود شان ربانی   خدا کا دوسرا کوئی نہ کوئی آپ کا ثانی
ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں   معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللهم صل علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

سیرت کی تعریف : جگہ جگہ بڑے بڑے پوسٹر ملتے ہیں جلسہ سیرت النبی ﷺ ...... آخر یہ سیرت النبی ﷺ کیا ہے؟ سیرت النبی ﷺ کون بیان کرتا ہے؟ کس چیز کو ہم نبی ﷺ کی سیرت کہیں گے؟ سیرت سیر سے بنی۔ سیر کہتے ہیں چلنے کو۔ جو جس کی روش وہ اسکی سیرت۔ ایک ہے انسان کی سیرت اور ایک ہے جانوروں کی سیرت۔ مگر یہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ جانوروں کی سیرت ہے اور یہ انسان کی سیرت ہے۔ یہ جانوروں کی روش ہے یہ انسانوں کی روش ہے، یہ جانور کا طریقہ ہے یہ انسان کا طریقہ ہے؟ کسی روش کے متعلق آپ اسی وقت یہ کہیں گے یہ جانوروں کی روش نہیں ہے بلکہ یہ انسان کی روش ہے جبکہ آپ اس روش میں ایسی بات پائیں جو جانوروں میں نہ ہو۔

انسان اور جانور میں فرق : غور فرمائیے کہ یہ انسان بھی خود ایک حیوان ہے بہت ساری باتیں حیوانوں کی اس کے اندر ہیں۔ جانور چلتے ہیں کہ آپ بھی چلتے ہیں۔ اگر

آپ کھانے پینے کی خواہش رکھتے ہیں تو جانوروں کا بھی یہی فطری تقاضا ہے غور وفکر کرنے کے بعد آپ اس منزل پر پہونچیں گے کہ انسان میں اور حیوان میں صرف ایک درجے کا فرق ہے۔ دونوں جوہر، دونوں جسم، دونوں نامی' دونوں حساس، دونوں متحرک، دونوں کے اندر تکلیف و آسائش کا احساس۔ ہاں ایک چیز ایسی انسان کے پاس ہے جو جانوروں کے پاس نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کو حیوان ناطق کہا گیا ہے یعنی اس کے اندر نطق باطنی یعنی عقل ہے اور نطق ظاہری یعنی گویائی ہے۔ لہذا یہ انسان اور جانوروں سے ممتاز ہے۔ اب ہم کو سمجھنا یہ ہے کہ انسان کی سیرت کیا ہے اور جانور کی سیرت کیا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں اور کسی انسان کی یہ تعریف کریں کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے اُٹھتا ہے وہ بیٹھتا ہے تو یہ انسان کی تعریف نہیں ہوئی یہ تو حیوان کی تعریف ہوئی۔ اس لئے کہ حیوان بھی چلتا ہے۔ یہ تم نے جس صفت کو لیا ہے یہ انسان کی کوئی مخصوص صفت نہیں ہے اگر تمہیں انسان کی تعریف کرنا ہے تو ایسی بات کہو کہ جانور انسان کے دوش بدوش نہ آسکے۔ اگر تم انسان کی تعریف کرنا چاہو اور کہو کہ انسان کھاتا ہے تو جانور کہے گا کہ میں بھی کھاتا ہوں۔ کیا خاص بات پیدا ہوئی انسان میں۔ انسان چلتا پھرتا ہے تو میں بھی چلتا پھرتا ہو۔ انسان کے اندر قوت احساس ہے تو میرے اندر بھی قوت احساس ہے۔ تو کیا خاص بات ہوئی انسان میں کیوں انسان اپنے کو اشرف کہہ رہا ہے۔ کیوں انسان اپنے کو اکرم کہہ رہا ہے۔ کیوں وہ اپنے کو افضل قرار دے رہا ہے۔ کون سی خاص بات ہے۔ تو اب جب ہم جانوروں کے مقابلے میں انسان کی سیرت بیان کریں گے تو یہ نہیں کہیں گے کہ یہ چلتا ہے یہ پھرتا ہے یہ کھاتا ہے یہ اُٹھتا ہے یہ بیٹھتا ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ سمجھ دار ہے یہ عقل والا ہے یہ بوجھ والا ہے۔ یہ تمہارے اندر نہیں ہے۔ تو یہ ہوئی انسان کی سیرت۔

مومن اور کافر کی سیرت: انسانوں میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔ ایک ہے کافر کی سیرت ایک ہے مومن کی سیرت۔ اور مومن میں بھی بڑا فرق ہے۔ ایک ہے بچے کی سیرت' ایک ہے جوان کی سیرت' ایک ہے بوڑھے کی سیرت اور ایک ہے نوجوان کی سیرت۔ کیا مطلب؟ مثال کے طور پر ہم نے اگر آپ سے کہا کہ ہم نے ایک انسان کو دیکھا کہ بڑے

ناسمجھی کے عالم میں انگارے کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا آپ سمجھ لیں گے یہ کسی بچے کی سیرت ہوگی۔ اگر ہم نے یہ کہا کہ ہم نے ایک انسان کو دیکھا جو اپنے سامنے والے کو چیلنج کر رہا تھا اور کشتی لڑنے کے لئے تیار تھا۔ ہم سمجھ لیں گے کہ یہ کسی پہلوان کی سیرت ہے۔ ہم جس طرح کی خوبیاں بیان کریں گے اس خوبی کی روشنی میں آپ یہ سمجھیں گے یہ کس کی سیرت ہے۔ یوں ہی ہم اگر کوئی ایسی بات کریں جو کسی کے شرک کو ظاہر کرے تو آپ کہیں گے یہ کسی کافر ومشرک کی سیرت ہوگی۔ الغرض اگر تم مومن کی سیرت بیان کرنا چاہو تو وہ سیرت مومن کی سیرت نہیں بن سکتی جس میں دوسرے غیر مومن انسان بھی اُس کے شریک ہوں، وہ تو انسان کی سیرت بنے گی۔ مومن کی سیرت وہی بنے گی جو اُس کے ایمان کو ظاہر کردے۔ **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** مثال کے طور پر اگر میں کہوں کہ آؤ میں تمہیں مومن کی سیرت سناؤں۔ مومن وہ ہے جو سوتا ہے مومن وہ ہے جو یہ کام کرتا ہے مومن وہ ہے جو بازاروں میں ٹہلتا ہے تو آپ کہیں گے کہ تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے یہ تو انسان کی سیرت ہے، مومن کی نہیں ہے۔ اس میں مومن کے لئے تم نے کونسی خاص بات نکال دی ہے۔ ذرا غور تو کرو، بات سمجھ میں آ گئی کہ مومن کی سیرت اور ہے۔ اور ایسے ہی دوستو بڑھتے چلے جاؤ، بڑھتے جاؤ، مومن کے اوپر ایک درجہ شہید کا ہے۔ شہید کے اوپر درجہ صدیق کا ہے۔ صدیق کے اوپر درجہ نبی کا ہے۔ نبی کے اوپر درجہ رسول کا ہے۔ رسول کے اوپر درجہ اولوالعزم رسول کا ہے۔ اور اولوالعزم رسول کے اوپر درجہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ میں سوچ میں پڑ گیا اور میں بہت حیران رہتا ہوں کہ یہ انسان کتنا بے انصاف ہے جانوروں میں اور اُس میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے یہ ناطق ہے وہ ناطق نہیں ہے ورنہ تمام درجے ہیں یہ انسان جانوروں کی طرح ہے مگر کیا ہوگیا ہے کہ یہ انسان صرف ایک درجہ کا فرق رکھنے کے باوجود کبھی اپنے کو جانور کی طرح نہیں کہتا ہے اور نبی ہزاروں درجہ کا فرق رکھ رہا ہے اس کو اپنی طرح کہتا ہے۔ **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

جلسہ سیرت النبی کیا ہے؟ اب میرے رسول ﷺ کی یہ سیرت بیان کرے ...... رسول ﷺ اُٹھتے تھے، رسول ﷺ چلتے تھے، رسول ﷺ سوتے تھے، رسول ﷺ نے فلاں کا بوجھ اُٹھا دیا، رسول ﷺ نے فلاں کا کام کر دیا، رسول ﷺ نے یہ کیا ...... تو سمجھ لینا کہ یہ رسول ﷺ کی سیرت نہیں بیان کر رہا ہے، نبی کی سیرت نہیں بیان کر رہا ہے، وہ تو انسان کی سیرت بیان کر رہا ہے اس لئے کہ جو نبی ہے وہ ولی بھی ہے، صدیق بھی ہے، شہید بھی ہے، مومن بھی ہے، انسان بھی ہے تو جب تمام اوصاف ہے تو اسکے ہر چیز کی سیرت الگ الگ ہے۔ مثلاً محمد عربی ﷺ بحثیت انسان اُن کی سیرت اور ہے، محمد عربی ﷺ بحثیت مومن اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحثیت ولی اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحثیت صدیق اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحثیت نبی اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحثیت رسول اُن کی سیرت اور ہے۔ محمد عربی ﷺ بحثیت صاحبِ شفاعتِ کبریٰ اُن کی سیرت اور ہے تو میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر تم صرف وہ بیان کرو گے جو اور انسانوں میں پائی جائیں گی تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم انسان کی سیرت بیان کر رہے ہو، نبی کی سیرت نہیں بیان کر رہے ہو۔ تعجب کی بات ہے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ ہے، یہ سیرت الرسول کا جلسہ ہے اور بات کی جاتی ہے تو انسان کی بات کی جاتی ہے۔ بات کی جاتی ہے تو بشر کی بات کی جاتی ہے تو پھر یہی اعلان کر دو یہ جلسہ سیرت الانسان ہے۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** اگر تم نبی کی سیرت اور رسول کی سیرت بیان کرنا چاہتے ہو تو ایسی بات کہو جو اس نبی میں ہو دوسرے میں نہ ہو تو وہ نبی کی سیرت ہوگی اور دوسرے میں ہوئی تو نبی کے لئے مخصوص بات کیا رہی۔ الغرض نبی کی سیرت وہی ہے جو نبی میں رہے غیر نبی میں نہ رہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کے اس طرح سیرت النبی ﷺ ہمارا ہی اسٹیج بیان کرتا ہے دوسرے تو اس طرح کی سیرت جانتے بھی نہیں۔ یہ علم رکھ کر چھپاتے ہیں۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

ذرا سا غور تو کرو میرے نبی کے ایک ایک عمل میں کتنی حکمتیں ہیں اور کتنی دانائی ہے یہ سمجھنے کی

بات ہے۔ ایک واقعہ میں رسول ﷺ کو (کافر مہمان کے) ایک کپڑے کو دھوتا ہوا دکھا دیا۔ یہ بتاؤ یہ کپڑا دوسرا بھی دھوسکتا ہے مگر کیا بات ہے جب کافر آ کر دیکھتا ہے تو اس دھونے کو وہ دلیل نبوت سمجھتا ہے۔ وہ بھی تو سونچ سکتا ہے کہ کوئی با اخلاق انسان بھی ایسا کرسکتا ہے ایک شریف انسان سے بھی ایسا ممکن ہے۔ اس عمل کو دیکھ کر کلمہ پڑھنے کی تحریک کیوں پیدا ہوئی؟ کیا اس عمل کو دیکھ کر کے کافر کا کلمہ پڑھنا یہ نہیں بتا رہا ہے کہ اے لوگو تمہارا عمل اور ہے' نبی کا عمل اور ہے۔

اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

نبی کا اُٹھنا بیٹھنا دلیل نبوت ہے۔ نبی کا اُٹھنا بیٹھنا معجزہ ہے۔ نبی کا اُٹھنا بیٹھنا کمال ہے۔ نبی کا عمل وہ ہے کہ اگر یہ سو جائیں تو معجزہ، جاگیں تو معجزہ، بیٹھیں تو معجزہ ...... اور اسی ضرورت کو محسوس کرانا تھا میرے رسول ﷺ کو کہ بیٹھے تو کہتے تھے میں بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں' کھاتے تو کہتے تھے کہ بندوں کی طرح کھاتا ہوں۔ نبی کا یہ کہنا اظہارِ عبدیت ہے کہ کہیں یہ بندے مجھے عبدہ سے ابنہ نہ کہدیں۔ **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

آپ نے سمجھ لیا کہ سیرت انبی کیا ہے؟ لہذا سیرت النبی ﷺ کا جلسہ اُسے کہیں گے جس میں نبی کے وہ اوصاف بیان کئے جائیں جو بحیثیت نبی ہوں اور اگر بحیثیت نبی والے اوصاف آپ نہیں بیان کر رہے ہیں تو پھر قوم کو کیوں دھوکہ وفریب دے رہے ہیں کہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کر رہے ہیں۔ یقین جانو کہ سیرت النبی ﷺ کا جلسہ کرنا ہم سنیوں کا مقدر بن چکا ہے یہ کرم سرکار ﷺ کا ہم سنیوں کے اُوپر ہے کہ اپنی سیرت وہ ہم سے کہلواتے ہیں یہ نہ سمجھیں گے اور نہ کہہ پائیں گے۔ **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

بارگاہ نبوت کی عظمت : اب میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں آؤ دیکھو نبی کا مقام کیا ہے؟ نبی کی سیرت کیا ہے نبی کی عظمت کیا ہے؟ تاریخ کو پڑھنے والوں نے بہت پڑھا اور سُنا ہوگا کہ نہ جانے کتنے سلطان آئے چلے گئے۔ نہ جانے کتنے حاکم ہیں جو اس وقت موجود ہیں کتنے پیدا ہونگے۔ تاریخیں کروٹیں بدلتی رہیں گی۔ تاریخیں اپنے کو دھراتی رہیں گی۔ یہ سارا

سلسلہ تو چلتا رہے گا مگر اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ جو سلطان' بادشاہ' شہنشاہ آیا اس نے اپنے دربار کو خود ہی سجایا' اپنے دربار کے آداب اُس نے خود بیان کئے۔ اپنے دربار میں آنے والوں کے لئے قوانین اور ضابطوں کی فہرست خود مرتب کئے کہ اے لوگو میرے دربار میں آنا ہو تو ایسے آنا، بات کرنا ہو تو ایسے کرنا، بیٹھنا ہو تو ایسے بیٹھنا، بولنا ہو تو ایسے بولنا اور اپنے حاکموں کے اُوپر لازم قرار دیا کہ میرے دربار میں آنے والوں کے لئے ان آداب کا پابند بناتے رہیں اور پھر دیکھا یہ جاتا ہے کہ وہ قانون بنانے والا جب چلا گیا تو اُس کے دربار کے آداب بھی چلے گئے' قانون بھی چلا گیا' ضابطہ بھی چلا گیا۔ اب دوسرا آیا ہر کہ آمد عمارت نو ساخت۔ دوسرے نے دوسری عمارت بنائی۔ اب ہمارے یہاں کے آداب یہ ہیں اب ہمارے یہاں کا ضابطہ یہ ہے اب ہمارے یہاں کا قانون یہ ہے۔ تو اس طرح ادب کو قانون بنانے والا بھی گیا اور اس وقت کے آداب کے قوانین بھی چلے گئے۔ الغرض جب بادشاہ اپنا قانون خود بناتا ہے تو جب وہ جاتا ہے تو اُس کا قانون بھی چلا جاتا ہے اور پھر کوئی اُس کے بنائے ہوئے قوانین کا پُرسانِ حال نہیں ہوتا۔ ایک بات اور بھی قابلِ غور ہے کہ انسانی بادشاہ اور انسانی حکمران جب کوئی قانون بناتا ہے تو اُس کا قانون صرف انسان پر چلتا ہے۔ آج تک تم نے نہ سنا ہوگا کہ کسی انسانی حکومت کا قانون جنوں پر چلا ہو' کسی حکومت کا قانون دریاؤں پر چلا ہو۔ کسی حکومت کا قانون پہاڑوں پر چلا ہو۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ انسان جب قانون بناتا ہے تو اپنے جیسے انسانوں ہی پر چلتا ہے تو اب آؤ میں تمہیں ایک دربار دکھاؤں جو بہت بڑا اور بہت پیارا دربار ہے۔ اس دَھرتی کے اُوپر اِسی آسمان کے نیچے' اسی آکاش کے تلے نہایت ہی عجیب دربار ہے کہ دربار کسی کا ہے قانون کوئی بنا رہا ہے۔ یہاں آؤ تو ایسے آؤ، بولو تو ایسے بولو، بیٹھو تو ایسے بیٹھو۔ دربار ہے مصطفٰےﷺ کا اور قانون ہے کبریا کا **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

اے محبوب اپنی بارگاہ کے قوانین تم نہ بناؤ، ضابطے تم نہ بناؤ۔ یہاں کے لئے اصول تم نہ بناؤ، یہ تو میں نے اپنے ذمہ کرم میں رکھا ہے۔ ورنہ معاملہ کچھ اور ہوگا اس لئے کہ اے میرے

محبوب قانون تو تو بھی بنا سکتا ہے۔ قانون سازی کا تجھے اختیار دیا گیا ہے اور اپنی بارگاہ کے آداب تو متعین کر سکتا ہے مگر اے محبوب اگر تو بنائے گا تو پھر وہ حدیث بن کر لوگوں تک پہنچے گے اور جب اس پر صدیاں گذر جائیں گی تو راویوں کا ایسا اختلاف ہوگا، کچھ ایسا معاملہ چلے گا بعد کے ضعیف الاعتقاد بے ادب یہ کہیں گے ہم اس قانون کو نہیں مانتے، یہ تو ضعیف ہے، یہ کمزور ہے اس کا راوی ایسا ہے اسکا راوی ویسا ہے تو ادب کرنا نہ چاہیں گے تو تیری حدیثوں سے اُلجھیں گے، تو اے محبوب ! تو خاموش رہ ...... میں جبرئیل (علیہ السلام) کو بھیجوں گا تاکہ حدیث نہ رہے قرآن رہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** اے محبوب ایک دوسری بات اور بھی ہے وہ یہ کہ انسان کا قانون انسان ہی پر چلے گا۔ اب یہ تو خالق کا قانون ہے ہر مخلوق پر چلے گا۔ اب یہ تیری بارگاہ کا ادب صرف انسانوں کے لئے ضروری نہیں رہ گیا ملائکہ کے لئے بھی ضروری ہے پتھروں کے لئے بھی ضروری ہے۔ درختوں کے لئے بھی ضروری ہے جانوروں کے لئے بھی ضروری ہے دریا کے قطروں کے لئے بھی ضروری ہے آسمان کے ستاروں کے لئے بھی ضروری اور زمین کے ذروں کے لئے بھی ضروری اس لئے کہ یہ خالق کا قانون ہے ہر مخلوق پابند ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** جب **حَیُّی قَیُّوم** کا قانون ہے تو اس کو کوئی کیسے مٹا سکتا ہے یہ خدا کا بنایا ہوا قانون ہے تو نہ خدا کو زوال ہے نہ اس کے قانون کو زوال۔

آج میرا جی یہی چاہتا ہے کہ خدائی قانون ہو اور مصطفٰی ﷺ کا دربار ہو اور وہاں کے آداب ہوں۔ بہت احتیاط سے بات کروں گا، قرآن کی آیت کے سوا کوئی چیز نہ کہوں ورنہ ضعیف الاعتقاد انسان ادب کرنا نہیں چاہتا تو کہتا ہے کہ یہ ضعیف ہے وہ ضعیف ہے میں سمجھ گیا کہ تو خود ہی ضعیف ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔ اب میں قرآن کریم کی چند آیتیں مختلف مقامات کی آپ کے سامنے عرض کروں گا دیکھو کیسے کیسے آداب بارگاہ مصطفٰی ﷺ کے بتائے گئے ہیں اور اس کے بعد میں صرف آداب ہی کا ذکر نہیں کروں گا۔ ادب کرنے والوں کو کیا دیا گیا وہ

بھی عرض کر دوں گا اور بے ادبوں کیساتھ کیا سلوک رب تبارک وتعالیٰ نے کیا اُس کا بھی ذکر ہوگا۔ اگر ہم قانون بنائیں تو جو قانون کی خلاف ورزی کرے گا اس کی سزا تو ہمیں دیں گے اور جو قانون پر چلے گا اس کو انعام بھی ہم دیں گے۔ جب قانون خدا نے بنایا ہے تو جو خلاف ورزی کرے گا اُسے سزا خدا دے گا اور جو اسکی خلاف ورزی نہ کرے گا انعام خدا دے گا۔ ادب والوں پر خدائی عنایات اور بے ادبوں پر خدائی عتاب دیکھ کر آپ بآسانی خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ باادب بانصیب، بےادب بدنصیب **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

صرف اہل ایمان کیوں؟ ﴿**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ**﴾ اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے اُن (ایمان والوں) سے خطاب ہے **یَآ اَیُّهَاالنَّاس** فرما کر سارے انسانوں کو نہیں پکارا۔ اے ایمان والو تم سے کہا جا رہا ہے۔

یہ رسول ﷺ کی بارگاہ کے ادب کی بات ہے۔ ایمان والا ہی تو ادب کرے گا تو اور لوگوں سے ابھی ادب کی بات مت کرو' ابھی اُن سے ایمان کی بات کرو' تم ایمان لاؤ تب ادب کا سبق سیکھو **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔ لہٰذا جو لوگ بےادب ہیں ان کی طرف مخاطب بھی نہیں وہ ابھی اس خطاب سے بچے ہوئے ہیں اُن سے تو یہی خطاب ہے کہ تم پہلے ایمان لے آؤ۔ جب تم مومن ہوجاؤ گے پھر ادب کا حکم دیا جائیگا۔ دیکھو روزہ، نماز، زکوٰۃ فرض مگر حضور ﷺ نے کسی کافر سے یہ نہیں کہا تھا **اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** ۔ **وَاٰتُوالزَّکٰوۃَ** ۔ **اَقِمُو الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ** کافر سے بس اتنا کہا گیا تھا **قولوا لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه تفلحوا** ...... **لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه** کہو فلاح پاؤ گے۔ اور جب اُس نے کہہ لیا تو اب سب کہا جا رہا ہے اسی لئے ہم بےادب سے نہیں کہتے ادب کرو۔ بےادبوں سے کبھی مت کہنا کہ رسول ﷺ کا ادب کرو۔ اُن سے کہنا تو یہ کہنا پہلے ایمان لاؤ پھر ادب سیکھو اور ادب کرو۔

تو اے ایمان لانے والو ! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو۔ وہاں آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو (یعنی اللہ اور رسول کے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اور اللہ سے ڈرو' اللہ

تمہاری ہرحرکتوں کو دیکھتا ہے تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

معاملہ یہ تھا کہ حضور ﷺ نے ابھی قربانی نہیں فرمائی تھی کہ صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو حضور کی قربانی سے پہلے ہی قربانی کرلی اور کچھ صحابہ نے ایسا کیا کہ رمضان المبارک کا مہینہ ابھی شروع نہیں ہوا‘ حضور نے ابھی روزہ شروع نہیں فرمایا لیکن انھوں نے روزہ پہلے ہی سے شروع کردیا۔ دیکھو یہ کسی برائی کے راستے پرنہیں گئے تھے۔ روزہ اچھی چیز ہے کوئی پہلے ہی سے رکھے تو حرج کیا ہے؟ قربانی تو کرنی ہے کوئی پہلے ہی کرلے تو حرج کیا ہے؟ یہ ایسی غلط روی کی تو بات نہیں تھی مگر رب تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہوا اور فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ ابھی میرے محبوب ﷺ نے قربانی نہیں کی ہے تو نے پہلے کیسے کرلی۔ مطلب یہ ہے ارے ناداں کسی اور بات میں ہم تجھے کیا بڑھنے دیں گے عبادت میں بھی بڑھنے نہ دیں گے۔ تو کس بات میں کیا سبقت لے جائیگا اگر تو میرے رسول ﷺ سے پہلے روزہ رکھے گا تو تیرا روزہ بیکار ہوجائیگا۔ اگر میرے رسول ﷺ سے پہلے تو نے قربانی کردی تو یہ قربانی مقبول نہیں ہوگی۔ یہاں پر رسول ﷺ سے سبقت کی بات تھی مگر خدا نے کہا‘ جو رسول ﷺ سے سبقت کررہا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ سے سبقت کررہا ہے رسول ﷺ سے جو بڑھنے کی کوشش کررہا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھنے کی کوشش کررہا ہے۔ تو اے ایمان والو ایسی بے ادبی نہ کرو۔ یہ ادب کے خلاف بات ہے کہ جس کام میں رسول ﷺ ہاتھ نہ لگائیں اس میں تم خود سے ہاتھ لگا دو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی تو کہا ہے ﴿**فاتّبعونی**﴾ میرے پیچھے پیچھے آ ؤ‘ تو پیچھے پیچھے آنے والا پہلے کام نہیں کیا کرتا۔ سرکار مدینہ ﷺ اگر زمین پر چل رہے ہوں تو چلنے میں بھی سبقت مت کرو۔

☆☆☆☆☆☆

ادب کا قانون یہی ہے کہ جس رسول پر ہم اگر زمین پر سبقت کر کے چلیں تو معیوب ہوجائے‘ رسول سے پہلے روزہ رکھ لیں تو معیوب ہوجائے‘ رسول سے پہلے قربانی کرلیں تو معیوب ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعلیم فرمائے ہیں کہ تم قول یا فعل یا حکم میں حضور نبی کریم ﷺ سے پیش دستی نہ کرو۔ ادب کرو یہ رسول کی بارگاہ ہے یہاں تمہیں آگے بڑھنے نہیں دیا جائے گا۔۔۔

بانی دارالعلوم دیو بند محمد قاسم نانوتوی کو یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ ’نبی امتی سے صرف علوم

ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، رہ گیا عمل، تو بسا اوقات بظاہر امتی بنی کے مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں، (تحذیرالناس)

جبریل امین جبین سے جگاتے ہیں آپ کو　　کس درجہ احترام ہے میرے حضور کا

اے ایمان والو ! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، ایمان کا سب سے پہلا تقاضہ اور اس کی اول ترین تعلیم ادب واحترام ہے کہ بے ادب وگستاخ غلام اپنی انتہائی اطاعت گزاری کے باوجود بھی راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے جس کی نظیر انسان کے دُنیا میں آنے سے پہلے ہی قائم کردی گئی، کہ شیطان کی اطاعت شعاری، اس کے علم اور کمال میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اپنی ان تمام خوبیوں کے باوجود صرف ایک بے ادبی اور گستاخی نے اس کو راندۂ درگاہ کردیا۔ اس کے تمام اعمال اکارت وضائع ہوگئے، رجیم وملعون قرار پایا ﴿**قال فاخرج منها فانك رجيم**﴾ اللہ نے فرمایا، (اے بے ادب) یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے ﴿**وان عليك اللعنة الى يوم الدين**﴾ اور بلاشبہ تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان میں انانیت تھی، تکبر وغرور تھا، جس نے اُسے بے ادبی اور گستاخی کا مجرم بنایا، اور اس جرم کی سزا اللہ رب العزت کی طرف سے رجیم وملعون قرار دیا جانا مقرر ہوئی۔ پس اللہ یہ گوارا نہیں فرماتا کہ اس کے بندے بے ادب وگستاخ بنیں، شرف انسانیت کی بقا اسی میں ہے کہ انسان اللہ کا ادب واحترام کرے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول کا ادب واحترام کرے کیونکہ اللہ نے اسے رسول کا غلام بنایا ہے۔ رسول ہی تو بندگی کے طریقہ سکھاتا ہے، پس اس کے احترام کے بغیر اللہ کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ ورسول کے احترام کے لئے پہلا حکم یہ ہے کہ کسی معاملہ میں اللہ ورسول سے آگے نہ بڑھو، یعنی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرو، اتباع وپیروی کرو، اپنی مرضی اور خواہش پر عمل نہ کرو۔ یہی تو بندگی ہے یہی تو غلامی ہے اور یہی ذریعہ فوز وفلاح ہے۔

تقدم کی صورتیں : تقدم یعنی اللہ ورسول سے آگے بڑھنے کی دوصورتیں ہیں جو ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ اللہ ورسول کے احکام سے آگے نہ بڑھو، زندگی کے ہر معاملہ کا فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ ورسول کے حکم پر غور کرو۔ مسلمانوں کو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ ورسول کے احکام کی پابندی اختیار کرنا چاہئے، چاہے وہ انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی۔ چاہے ان کا تعلق عبادات سے، سیاست وحکومت سے، یا عائلی وتجارتی امور سے ہو۔ مسلمان دنیا کے کسی

بھی حصہ اور گوشہ میں آباد ہوں اور وہ کسی بھی دور سے گزر رہے ہوں، بہر حال وہ پابند ہیں کہ اپنی زندگی کے کسی معاملہ میں مرضی اور عقل کا عمل و دخل نہ ہونے دیں بلکہ صرف اور صرف اللہ و رسول کے احکام پر عمل اختیار کریں، کہ ان کا دین مکمل ہے ہر موقع اور ہر جگہ اور ہر دور کے لئے اس میں رہنمائی موجود ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعلیم حاصل کریں، حسبِ ضرورت اُسے جانیں اور سیکھیں اور جن معاملات میں انہیں علم دین حاصل نہ ہو اُن کے لئے وہ اپنے قوانین گڑھنے نہ بیٹھ جائیں اور اپنی مرضی و عقل کو دین پر مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنی کم علمی اور جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے اہل علم کی خدمات حاصل کریں اور اُن سے مدد لیں کہ یہی حکم الٰہی ہے فرمایا گیا ﴿**فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون**﴾ (سورۂ نحل) پس دریافت کرو اہلِ علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

ممنوعہ تقدم کی دوسری صورت عملی ہے۔ ظاہر ہے جس کا ابتدائی تعلق رسول مکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے ہے کہ آپ سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کوئی عمل کرنے اور کوئی اقدام کرنے کی ممانعت کر دی گئی، لہذا اصحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ جب حضور ﷺ اُن کے ساتھ چلتے ہوتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے آگے چلے۔ جب آپ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو کسی کی ہمت نہ تھی کہ گفتگو میں پہل کرے، جب حضور ﷺ شریک طعام ہوتے تو کوئی آپ سے پہلے نوالہ نہ توڑ سکتا تھا، یہی عمل اور دوسرے اعمال میں تھا۔

معلم کامل ﷺ نے اسی ادب و احترام کی تعظیم ہم غلاموں کو دی اور وضاحت سے بتایا کہ اہلِ علم اور دیگر قابل احترام شخصیات پر تقدم نہ کرو، اُن سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چلتے دیکھا، تو انہیں روکا اور فرمایا یہ کیا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے۔ دنیا میں سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو انبیاء کے بعد ابوبکر سے بہتر اور افضل ہو۔

اے اللہ تقدم کے جرم سے ہماری حفاظت فرما اور اپنی اطاعت، اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆

بارگاہِ سیدنا صدیق میں : اس قانون کو لے کر بارگاہ صدیق میں پہونچا کہ اے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، وہ شبِ ہجرت کی آپ کی پیاری ادا ہمیں یاد آئی کہ آپ دائیں ہیں کبھی آپ بائیں ہیں کبھی آپ آگے ہیں کبھی آپ پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ﴾ (اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو، وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) یہ آگے آگے آپ کیوں چل رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے سبقت مت کیجئے زمین میں بھی چلنے میں سبقت مت کیجئے۔ تو جواب ملے گا...... نادان ! تو نہیں جانتا میں جو آگے بڑھ رہا ہوں وہ سبقت کرنے کیلئے نہیں بڑھ رہا ہوں، یہ بھی میری غلامی کی ایک ادا ہے کہ جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کہیں دائیں سے کوئی تیر نہ پھینک دے تو میں داہنے آجاتا ہوں۔ جب مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی پیچھے سے تیر نہ لگا دے تو میں پیچھے آجاتا ہوں۔ جب خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی بائیں سے تیر نہ پھینک دے تو میں بائیں آجاتا ہوں جب خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی آگے سے تیر نہ پھینک دے تو میں آگے آجاتا ہوں۔ میں آگے نہیں چل رہا ہوں میں تو اپنی شمع کے گرد رقص کر رہا ہوں

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

☆☆☆☆☆☆

بارگاہِ رسالت ﷺ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ادب بھی ملاحظہ فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے موقعہ پر مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ معظّمہ بھیجا۔ اُس وقت حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کرلیا۔ یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان ہمارے بغیر طواف کعبہ نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے اُن سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کرلیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمانِ بد کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو مَیں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کرلو مگر میں نے انکار کردیا تھا (زاد المعاد لابن قیم)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ادب قابل غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت اللہ کا طواف کرلو، مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اپنے آقائے نامدار ﷺ کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ اِدھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشا حال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا تو رسول اللہ ﷺ یہ سُن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کرسکتا۔ آقا ہوتو ایسا، خادم ہوتو ایسا۔

صحابہ کرام اور تعظیم :

صاحبِ ایمان کو چاہیے کہ اپنے دل میں تعظیم رسول کا جذبہ بیدار کرے ورنہ ہر چیز بے معنیٰ ہو جائے گی۔ صحابہ عظام علیہم الرضوان کے نزدیک یہ جذبہ بہت ہی اہمیت کا حامل تھا۔

بخاری 'کتاب الشروط' میں روایت ہے کہ عروہ بن مسعود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے اصحاب رسول کو غور سے دیکھا کہ جب بھی سرکار ابدقرار ﷺ تھوکتے تو وہ لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً تعمیل کی جاتی۔ جب آپ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ ہر ایک کی لگن ہوتی کہ یہ پانی میں حاصل کروں۔ جب لوگ آپ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور غایت تعظیم کے باعث آپ کی طرف نظر جما کر نہ دیکھتے۔ اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا:

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا مگر اللہ کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً تعمیل ہوتی ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ لوگ اُن کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیم کے باعث اپنی آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔

آخر یہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو محبوب خُدا تاجدارِ دارین ﷺ کے حضور اس قدر نیازمندی

کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ یہ وہی مقدس ہستیاں ہیں جن کے ہر قول وفعل کو قرآن نے ہر مسلمان کے لئے اولین معیار قرار دیا ہے اور جن کو اپنی دائمی رضامندی کا مژدہ جاں فزا سُنایا ہے۔ یہ صحابہ کرام ہیں۔ قرآن مجید اُن کی زبان میں نازل ہوا اور اُن لوگوں نے قرآن کریم کو خود صاحبِ قرآن سے پڑھا۔ اُن سے زیادہ قرآن مجید کو کون سمجھ سکتا تھا؟ یہ صحابہ کرام بھی ﴿**قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**﴾ کی آیت تلاوت کرتے تھے مگر کبھی ان صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھا۔ اگر صحابہ کرام، حضور ﷺ کو اپنے ہی جیسا ایک بشر سمجھتے تو آپ کے لعاب دہن اور وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنی آنکھوں اور چہروں پر نہ ملتے، اور ایسی تعظیم وتکریم نہ کرتے کہ شاہانِ عجم کے درباری بھی اپنے بادشاہوں کی ایسی تعظیم نہیں کر سکتے تھے۔

حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ کو صحابہ کرام طیب وطاہر سمجھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جان گئے تھے کہ حضور ﷺ کا جسم مبارک عام لوگوں کے اجسام کے مثل نہیں ہے۔ وہ سراپا طاہر اور مطہر ہے اور اس میں وہ برکت اور فضیلت رکھی ہوئی ہے کہ کسی دوسرے جسم میں نہیں۔ چنانچہ وہ فضلات مبارک بابرکت سمجھتے تھے اور پی جاتے تھے کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ اُن کو اپنے باطن میں پہنچانا باعث ترقی روحانیت ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں جب آپ واپس آتے ہیں تو میں اندر جاتی ہوں۔ مجھے وہاں اور تو کچھ نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں سے کستوری کی سی خوشبو آتی ہے، فرمایا۔ **انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علیٰ ارواح اھل الجنة فما خرج منھا من شیءٍ استلعته الارض** (زرقانی، خصائص الکبریٰ) ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی روحوں کی صفت پر پیدا کئے جاتے ہیں (یعنی جنتیوں کی روحوں میں جو لطافت وپاکیزگی اور خوشبو ہوتی ہے، وہ ہمارے جسموں میں ہوتی ہے، اس لئے ہمارا بول وبراز اور پسینہ وغیرہ خوشبودار ہوتا ہے اور جس جگہ پر پڑتا ہے اُسے معطر کر دیتا ہے) اور ان سے جو کچھ نکلتا ہے اُسے زمین اپنے اندر حلول کر لیتی ہے۔

روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام، حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ منسوب ہر چیز کا احترام کرنا جزوِ ایمان سمجھتے تھے۔ وہ لعابِ دہن ہو یا وضو کا پانی، اُن کے قریب دُنیا جہان کی دولتوں سے زیادہ محبوب تھا اس لئے کہ وہ اُن کے محبوب کے ساتھ نسبت رکھتا تھا۔

حضرت ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں۔ ہم نے انہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اُن کے اہل خانہ سے حاصل کیا ہے۔ عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اُن بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے **احب الی من الدنیا وما فیھا** تو وہ بال مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا سرانور منڈوایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال محفوظ کر لئے (بخاری کتاب الوضو)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بُلایا اور سر مبارک کے دہنی طرف کے بال منڈائے اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ پھر حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال منڈائے اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا ’یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کردو‘ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، سیرت رسول عربی)

اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ بال بنوا رہے تھے۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے تھے۔ یہ سب چاہتے تھے کہ آپ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

قیام تعظیمی اور دست بوسی : ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ تعظیم کے لئے کھڑی ہوجاتیں **فاخذت بیدہٖ وقبلتہ، واجلستہ، فی مجلسھا** اور وہ آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر چومتیں اور انہیں اا پنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب سیدہ آستانہ رسالت ماب پر حاضر ہوتیں **واخذ بیدھا وقبلھا واجلسھا فی مجلسہٖ** تو آپ بھی اُن کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے (ابوداؤد، مشکوٰۃ، مدارج النبوۃ)

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مگر ہم اس سے پہلے آپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ کسی نے کہا، یہ اللہ کے رسول جلوہ گر ہیں۔ **فاخذنا بیدیہ ورجلیہ فقبلنٰھما** تو ہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا (الادب المفرد)

معلوم ہوا کہ سرکار دوجہاں ﷺ کی تعظیم وتکریم کرنا صحابہ کی سنت ہے اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا بھی صحابہ کی سنت ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جب روضہ پاک پر صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہو تو ہاتھ باندھ کر ایسے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ (عالمگیری باب زیارت قبر النبی کتاب الحج)۔

کمال ادب : حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ کا قیام حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر رہا۔ حضور ﷺ مکان کے نچلے حصے میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اہل وعیال اُوپر والے حصے میں رہے۔ ایک رات ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکان کے نچلے حصے میں رہتے ہیں اور ہم اُوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ سوچ کر رات ایک کونے میں ہو کر بسر کی۔ صبح ہوئی تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ آقا! میں اس چھت پر نہیں رہنا چاہتا ہوں جس کے نیچے آپ موجود ہوں۔ بہرحال اُن کی گذارش پر حضور نبی کریم ﷺ نے اُوپر والے حصے میں رہائش اختیار فرمالی۔ پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جگہ سے کھانا کھاتے جس جگہ پر حضور ﷺ کی انگلیاں لگی ہوتیں (مشکوٰۃ، بخاری، سیرت رسول عربی)

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب باادب تھے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں یہ خوبی خصوصیت سے تھی کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اُن کو غسل کی حاجت تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا پھر غسل کر کے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مومن نجس نہیں ہوتا (ترمذی)

حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر جس طرح آپ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی واجب ہے۔ سلف وخلف کا یہی طریقہ رہا ہے۔

حضور ﷺ کے منبر شریف کے تین درجے تھے حضور ﷺ سب سے اُوپر کے درجہ پر بیٹھتے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں بپاس ادب درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھتے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجہ پر رکھتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں سب سے نیچے کے درجہ پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھتے تو پاؤں زمین پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی

خلافت کے پہلے چھ سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ کے جلوس کی جگہ پر چڑھے (وفاء الوفاء)

حضرت اسحٰق تجیبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۲ ھ) فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام خشوع وانکسار ظاہر کیا کرتے۔ اُن کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور ﷺ کے فراق اور اشتیاقِ زیارت میں رویا کرتے۔ یہی حال بہت سے تابعین کا تھا (شفاء شریف)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے' اور حدود مدینہ منورہ میں بعض حضرات پائخانہ کے لئے نہ بیٹھتے تھے' اس تعظیم کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' نہ صحابہ سے اور نہ ہی تابعین سے' مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ دل ہے اور کوئی بھی اس کو منع نہیں فرماتا۔

روح البیان میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے غلام ایاز کے لڑکے کا نام محمد تھا۔ سلطان محمود غزنوی اُس کا نام ادب سے لے کر پُکارتے تھے۔ ایک بار کہا کہ اے ایاز کے لڑکے یہاں آنا' ایاز نے عرض کیا کہ حضور آج کیا قصور ہوا کہ آپ نے اس کا نام نہ لیا' فرمایا کہ میں اُس وقت بے وضو تھا اور یہ نام پاک میں بغیر وضو نہیں لیتا۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب　　ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

تعظیم حدیث: حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ایک امر یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔ حدیث شریف کے پڑھنے یا سُننے کے لئے غسل اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس طلب علم کے لئے آتے تو خادمہ دولتخانہ سے نکل کر اُن سے دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔ اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے ہیں تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل کر کے خوشبو لگاتے' پھر تبدیل لباس کر کے نکلتے۔ آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایت حدیث کرتے۔ اثنائے روایت میں مجلس میں عود جلایا جاتا۔ یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا' میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ ہم سے حدیثیں بیان کررہے تھے۔ اثنائے قراءت میں آپ کو ایک بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنگ مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہورہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو قطع نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا' ہاں۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی عظمت واحترام کے لئے صبر کیا۔ (مواہب لدنیہ وشفاء شریف)

☆☆☆☆☆☆

کیا رسول ﷺ بھائی ہیں؟ ایک تو ہے برابری کے لئے آگے بڑھنا اور اس کے لئے کوشش کرنا۔ برابری کے لئے آگے بڑھنے کے لئے بڑا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ ایک صاحب (اسماعیل دہلوی) نے پروگرام بنایا کہ رسول ﷺ کو اپنے برابر کیا جائے تو انہوں نے قوم سے پہلے یہ بات منوانے کی کوشش کی کہ نبی انسان ہے۔ یہ تو ہمارا بھی عقیدہ ہے جو نبی کو انسان نہ کہے وہ کافر۔ اتنا منوا لیا اور کہا کہ ہم بھی انسان ہے اور سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ دیکھئے کتنی شائستگی اور کتنے اچھے انداز کے ساتھ فرماگئے کہ سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اب بات اور آگے بڑھ رہی ہے کہ جب سارے انسان بھائی بھائی ہیں تو ہم بھی انسان اور نبی بھی انسان۔ یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ میں آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ ہمارے نبی ہمارے بھائی۔

مگر قرآن بھی کیا پیاری بات کہتا ہے ﴿ **یُخَادِعُوْنَ اللّٰہ والَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھم** ﴾ یہ خدا کو اور مومنین کو فریب دینا چاہتے ہیں مگر یہ خود اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ (یہ نہ خدا کو فریب دے سکتے ہیں' نہ مومنین کو فریب دے سکتے ہیں' یہ خود دھوکے میں ہیں فریب میں ہیں)

اپنے قانون کی تلوار کی زد میں: قانون بہت خطرناک چیز ہوتی ہے قانون کی تلوار جس کی گردن پر رکھو چل جائیگی۔ قانون اپنے پرائے کو نہیں دیکھتا' ایسا قانون مت بناؤ

جو تمہارے لئے خطرے کا سبب بن جائے' یہ قانون تمہاری کتاب کا لکھا ہوا ہے۔ قانون ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اب بتاؤ یہ فرعون کون تھا؟ یہ نمرود کون تھا؟ یہ شداد وہامان کون تھے؟ یہ ابوجہل اور ابولہب کون تھے؟ یہ عتبہ اور شیبہ کون تھے؟ یہ انسان ہیں' اور اے قانون بنانے والے مولوی صاحب آپ بھی تو انسان ہیں۔ اب تو یہ طے ہے کہ قانون بنانے والے (اسماعیل دہلوی) کا پورا طبقہ اور اُن کی برادری انسان۔ یہ ابوجہل اور ابولہب، عتبہ اور شیبہ، ولید ابن مغیرہ ونمرود یہ بھی انسان اب اپنا قانون لے آؤ سب انسان آپس میں بھائی بھائی۔ ارے تو نے کتنا غضب کیا کہ جس قانون سے تو نے رسول ﷺ کو اپنا بھائی بنانا چاہا اسی قانون سے تو ابوجہل کا بھائی بن گیا' اسی قانون سے فرعون ونمرود کا بھائی بن گیا۔ یہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دینا چاہتے ہیں مگر یہ خود دھوکہ کھا گئے۔

ایسی بے وقوفی کی بات ہی کیوں کرتے ہو' ایسا قانون ہی کیوں بناتے ہیں۔ قانون کی تلوار تو اپنے پرائے کو نہیں دیکھتی جو بنائے گا اس پر بھی چل جائے گی مثال کے طور پر چوری کے خلاف قانون آپ بناؤ اور خود ہی چوری کرو تو سزا پاؤ گے کہ نہیں؟ تو وہ تو بات ہی ایسی ہے ﴿**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ**﴾ اللہ اور رسول پر سبقت کرنے کی جراءت مت کرو۔ یہ کیسے کلمہ پڑھنے والے ہیں؟ یہ کیسے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ کیا یہ ادب کا قانون اُن کی نظر میں نہیں آیا' جس رسول ﷺ پر ہم اگر زمین پر سبقت کر کے چلیں تو معتوب ہو جائے' عبادت میں سبقت کریں تو معتوب ہو جائے' رسول ﷺ سے پہلے روزہ رکھ لیں تو معتوب ہو جائے' رسول ﷺ سے پہلے قربانی کر لیں تو معتوب ہو جائے اور (بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی) تمہیں (اپنی کتاب تحذیر الناس میں) یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کے نبی امتی سے صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں رہ گیا عمل تو بسا اوقات بظاہر امتی نبی کے برابر بھی ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے۔

(مولوی قاسم نانوتوی) نے حساب و کتاب لگایا ہوگا کہ نبی ﷺ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی اور ہم پچھتر سال کے۔ لہذا نبی نے صرف ترسٹھ سال روزہ رکھا' ہم نے پچھتر سال روزہ رکھا۔ نبی ﷺ نے صرف ترسٹھ سال نماز پڑھی، اور ہم نے پچھتر سال نماز پڑھی تو ہم تو بڑھ گئے۔

میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ تم اپنے پچھتر سال نہیں بلکہ ڈیڑھ سو سال والا سجدہ اکھٹا کرلو اور اپنا ہی سجدہ نہیں بلکہ سارے انسانوں کا سجدہ اکٹھا کرلو، اگر سجدے کی کمی تمہارے پاس ملے تو تم سب سے زیادہ سجدہ کرنے والے سے بھی مانگ لینا۔ ملائکہ مقربین کے سجدوں کو اکٹھا کرلو، ساری کائنات کی عبادتوں کو اکٹھا کرلو اور اکٹھا کر کے ایک پلے میں رکھو اور بتاؤ کیا وہ رسول عربی ﷺ کے ایک سجدہ کے برابر ہوسکتا ہے اور جب تم سب مل کر ایک سجدہ کے برابر نہیں ہوسکتے تو ترسٹھ سال والی عبادت سے بڑھو گے کیسے؟

نور مصطفٰے ﷺ کی عمر! برابری اور بڑھائی مقبولیت، قربت اور منزلت کی ہوتی ہے۔ میرے رسول ﷺ کے ایک سجدہ کو جو مقام حاصل ہے وہ اتنے سجدوں کو نہیں حاصل ہے۔ اب بتاؤ جب سب مل کر ایک سجدہ کے برابر نہیں پہنچتے تو اگر تجھے تنہا کرلیا جائے تو تو کہاں پہونچے گا۔ ترسٹھ سال یہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کی عمر ہے، نور مصطفٰے کی عمر کا اندازہ لگاؤ۔ روح البیان، سیرت حلبیہ، جواہر البحار کے علاوہ کئی کتابوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کی حضور! اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار برس بعد ایک ستارہ چمکتا تھا اس کو میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت وجلال کی قسم **انا ذٰلك الكوكب** وہ ستارہ میں ہی تھا۔

سب سے پہلی مخلوق حضور ﷺ کا نور ہے۔۔ رسول ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں مگر آج بھی **حیؑ** ہیں۔ آج بھی باحیات ہیں۔ آج بھی عمر کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔

بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب : سورۃ حجرات میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا ضابطہ اخلاق مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عارضہ تھا جس کی وجہ سے وہ اونچا سنتے تھے اور جو لوگ اونچا سنتے ہیں وہ اونچا بولتے بھی ہیں۔ بیماروں پر کوئی گرفت و پکڑ نہیں ہوتی، بیمار معذور ہوتا ہے مجرم نہیں ہوتا۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے تو بات کرنے میں آواز اُونچی ہوجاتی تھی۔ بَھلا رب تعالیٰ کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے

حبیب کے حضور میں بلند آواز سے گفتگو کرے‘ ادب کا قانون آ گیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ**﴾ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے‘ اور اُن کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

آواز تو فطری چیز ہوتی ہے۔ کسی کی آواز اونچی اور کسی کی زوردار ہوتی ہے‘ مگر جو فطری چیز ہے اس پر بھی کنٹرول کرنے کا حکم ہے تم بڑی آواز والے ہو مگر نبی کی بارگاہ میں اپنی زبان کو پست رکھنا اور اپنی آواز کو بھی نبی کی آواز پر بلند نہ ہونے دینا۔ نبی کو ایسا نہ پُکارنا جیسا تم ایک دوسرے کو پُکارتے ہو‘ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال چھین جائیں اور تمہیں احساس بھی نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆

سبحان اللہ‘ کیسا ادب سکھایا کہ اس بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو زور سے بولنے کی بھی اجازت نہیں‘ حضرت قیس رضی اللہ عنہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بوجہ خوف بارگاہِ نبوت حاضر نہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے ایک روز دریافت فرمایا کہ کچھ روز سے قیس نہیں آئے‘ لوگوں نے حضرت قیس کے گھر جا کر غیر حاضری کا سبب پوچھا‘ فرمانے لگے مَیں جہنمی ہو گیا کیونکہ میری آواز اُونچی ہے اور آیت کریمہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ مَا جرا بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنتی ہیں یعنی اب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا تو وہ حاضر ہوئے‘ آپ نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا‘ **یاثابت الا ترضیٰ ان تعیش حمیدا او تقتل شهیدا وتدخل الجنة** اے ثابت کیا تم پسند کرتے ہو اس بات کو کہ تم عزت والی زندگی گزارو گے اور تم شہادت پاؤ گے اور جنت میں جاؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا **بَلیٰ**‘ کیوں نہیں۔ مَیں اپنے رب کی عطاؤں پر بڑا خوش ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد جنتی زندگی گزاری‘ لوگ ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور جب دنیا سے کوچ کر جانے کا وقت آیا تو مسیلمہ کذاب سے جہاد کرتے ہوئے شہادت کا جام نوش کیا اور یقیناً حضور ﷺ کی خوشخبری کے مطابق سیدھے جنت میں گئے (ضیاء النبی)

جب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ خود حضور ﷺ کو کئی بار پوچھنا پڑتا تھا کہ کیا کہتے ہو' اس کے باوجود اُن ادب والوں نے اپنے انداز کو نہیں بدلا۔ رسول کی بارگاہ میں بہت ہی دھیرے دھیرے گفتگو کرتے رہے۔۔۔ صحابہ کرام میں سے کتنے تو ایسے تھے کہ منہ میں کنکریاں رکھ کر بولتے تھے تاکہ آواز بلند نہ ہونے پائے' کیوں؟ اس لئے کہ اگر نبی کی آواز پر آواز بلند ہوگئی تو اعمال چھین جانے کا اندیشہ ہے۔ اس پر آیت نازل فرمادی گئی ﴿**إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ**﴾ یہ لوگ جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز پست کرتے ہیں' اپنی فطری آواز کو دباتے ہیں' جس کو اُبھارنے کی طاقت ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ جس کو بڑھانے کی استعداد ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لئے چُن لیا ہے۔

جو لوگ رسول کی بارگاہ میں اپنی آواز کو پست کرتے ہیں' ادب سے پیش آتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو تقوے کے لئے چُن لیا ہے۔ ادب والوں کے دلوں میں ہی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ رکھا ہے۔۔ بے ادبوں کو وہ تقویٰ نہیں دے گا۔ تقوے کے بعد مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی ہے۔

یہ ضابطِ اخلاق حضور ﷺ کی حیات ظاہری تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک موجود ہے۔ آج بھی بارگاہ رسالت کے وہی آداب وضوابط ہیں جو دورِ صحابہ میں ہوا کرتے تھے۔

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے ادھر دیکھا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کہا جاؤ اور اُن دونوں کو میرے پاس لے آو۔ چنانچہ میں اُن دونوں کے پاس گیا اور اُن سے پوچھا' تم کون ہو' کہاں سے آرہے ہو؟ بولے' طائف کے باشندے ہیں۔ **قال لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول الله** ﷺ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' اگر تم اس شہر کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم محبوب خدا ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ کا ادب کرنا سنت صحابہ کرام ہے اور اہل مدینہ کا شعار ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اموی خلیفہ منصور کو سختی سے ٹوک دیا تھا جو مسجد نبوی میں بلند آواز سے گفتگو کر رہا تھا۔ تکریم نبی کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ سرکار کونین ﷺ کو عامیانہ القاب ’جیسا کہ بشر محض‘ سے یاد نہ کیا جائے۔ ارشاد باری ہے: ﴿**لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا**﴾ رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو (النور)

☆☆☆☆☆☆

کن لوگوں کے اعمال چھینے جائیں گے : یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ اعمال چھین جائیں اور احساس نہ ہو۔ فرض کرلو کہ میرے مکان پر کچھ تجوریاں ہیں جسکے اندر بہت سے مال واسباب رکھے ہوئے ہیں اور اسکے بعد وہاں سے چوری بھی ہوگیا جس کی مجھ کو خبر نہیں‘ مجھے احساس نہیں۔ جب مجھے خبر نہیں تو میں تو یہی سمجھوں گا کہ میں بہت دولت اور سرمائے والا ہوں۔ اور اگر مجھے اس کا علم ہوگیا ہوتا کہ وہ چیز نکل گئی تو میں دوبارہ بھرنے کی کوشش کرتا۔ مگر میں مطمئن ہوں کہ تجوریاں بھری ہیں اور ادھر معاملہ خالی ہے اس لئے کہ نکل جانے کا مجھے احساس وشعور نہیں ہے۔ تو احساس چھین لیا اور ہم اپنے کو رئیس سمجھے ہوئے ہیں مگر جب کھولنے کی ضرورت ہوگی تو ہم سے بڑھ کر محتاج کوئی نہ ہوگا ہمارے پاس کچھ نہ ہوگا۔

رب تعالیٰ نے فرمایا: اے رسول ﷺ کے بے ادبو ! ہم تم سے عمل کرائیں گے‘ ہم تم سے نماز بھی پڑھائیں گے‘ روزہ بھی رکھوائیں گے‘ حج بھی کروائیں گے‘ زکوٰۃ بھی دلائیں گے‘ اعمال خیر وخیرات بھی کرائیں گے اور تم اپنی سمجھ سے تجوری بھرتے جاؤ گے اور ادھر میں مٹاتا چلا جاؤں گا مگر مٹنے کا احساس تمہیں نہیں دیا جائے گا **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

ایسی بات تھوڑے ہی ہے کہ کام نہ کراؤں اور سزا دوں۔ کام بھی کراؤں گا اور کچھ دوں گا بھی نہیں۔ ہاں سب سے کراؤں گا خوب نماز پڑھو گے‘ خوب ادھر اُدھر گلی گلی دوڑو گے‘ خوب قریہ قریہ جاؤ گے خوب بستی بستی گھومو گے تمھیں خوب پریشان کراؤں گا‘ خوب تمہیں گھماؤں گا کہ تم رسول ﷺ کے بے ادب ہو‘ اور تم سمجھو گے کہ تمہارے پاس چار حج ہیں اور اتنے ہزار سجدہ ہیں

اور اتنے ہزار روزے ہیں اور اتنے اعمال خیر وخیرات ہیں' راہ خداوندی میں اتنے ہزار قدم میں نکل چکا ہوں مگر یہ سب کا سب تمہارا عمل بے سود ہوگا اور قیامت میں تم سے زیادہ محتاج کوئی نہ ہوگا۔ اگر رب تبارک وتعالیٰ اُن کو احساس دے دیتا کہ تمہارا عمل اکارت ہو رہا ہے تو پھر بھرنے کی کوشش کرتے' صحیح بنانے کی کوشش کرتے مگر رب تعالیٰ نے یہ سزا دی ہے کہ تم سے کام کرائیں گے اور تمہیں یہی احساس رہے گا کہ ہم بہت کام والے ہیں مگر میں تمہارے اعمال چھین لوں گا تمہیں شعور نہ ہوگا **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔ کتنی بڑی سزا ہے یہ حبط اعمال والی ﴿**عاملة ناصبه تصلی نارا حامیة**﴾ عمل بھی کریں گے مشقت بھی اٹھائیں گے اور نتیجہ ہوگا کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

بنی تمیم کا وفد بارگاہ رسالت میں: قبیلہ بنی تمیم سے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں دوپہر کے وقت آئے تھے اور حضور ﷺ کے دروازے پر حاضر ہوکر آپ کو پکارنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ رب تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ بے ادبی اور عام لوگوں جیسا رویہ ناگوار ہوا' یہ پکارنا پسند نہیں آیا فوراً ادب کا ایک قانون آ گیا ﴿ **اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ** ﴾ (الحجرات) اے محبوب ﷺ ! بیشک جو لوگ آپ کو پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے اُن میں سے اکثر ناسمجھ ہیں ﴿ **وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ** ﴾ اے محبوب ﷺ اگر وہ صبر کر لیتے' یہاں تک کہ آپ خود ہی باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا' یعنی اُن کی بے عقلی وحماقت ظاہر نہ ہو پاتی۔ (ادب یہ نہیں ہے پکارو' ادب یہ ہے کہ کھڑے رہو)

یہاں پکارنے کی بھی اجازت نہیں۔ پکارا اُسے جاتا ہے جو بے خبر ہو' جگایا اُسے جاتا ہے جو بے حس ہو' آواز اُسے دی جاتی ہے جسے اطلاع نہ ہو۔ جو رسول (ﷺ) عرش کی بات بتاتا ہے کیا اپنے دروازہ سے بے خبر ہوگا؟ جو لوح محفوظ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہا ہے پھر وہ نہیں جانے گا کہ ہمارے دروازہ پر کون کھڑا ہے لہذا بے خبر کو پکارنا تو کوئی بات نہیں مگر خبر والے کے

یہاں چلانا بےادبی ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

ادب گاہیست زیرآسماں ازعرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید اینجا

حضور ﷺ کی دعوت طعام! حضورﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے جب عقد فرمایا تو ولیمہ کی ایک عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کرام تھوڑی تھوڑی تعداد میں آتے تھے اور کھانے سے فراغت کے بعد چلے جاتے تھے مگر تین آدمی کھانے کے بعد بیٹھ گئے اور بیٹھ کر باتوں میں جی بہلانے لگے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ حضورﷺ کو کچھ دشواری محسوس ہوئی مگر کرم کریمانہ کی وجہ سے اُن سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ۔ اُن حضرات کو یہ محسوس نہ ہوا، بھلا رب تعالیٰ کو یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر ملال کا سبب بنے، حضرت جبرئیل علیہ السلام ادب کا قانون لےکرآ گئے ﴿**یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا لَاتَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نَاظِرِیۡنَ اِنٰهُ وَ لٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا مُسۡتَانِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ**﴾ (الاحزاب) اے یمان والو نبی کے گھر میں بلا اجازت مت داخل ہو اور اگر نبی دعوت کے لئے بلائیں بھی تو پہلے ہی سے جا کر انتظار نہ کرو بلکہ جب بلائیں تو جاؤ جب کھا چکو تو نکل جاؤ اور وہاں باتوں میں دل نہ بہلاؤ۔ کیوں اسلئے کہ ﴿**اِنَّ ذَالِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡکُمۡ وَاللّٰهُ لَایَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ**﴾ بیشک تمہاری ان حرکتوں سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور اللہ حق بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا۔

صحابہ کرام کا طریقہ: صحابہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب حضورﷺ کچھ ارشاد فرماتے اور وہ سمجھ نہ پاتے یا سن نہ پاتے تو عرض کرتے **رَاعِنَا یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ** اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائی جائے، اس کا مطلب یہ تھا کہ دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ یہودیوں کو موقع مل گیا، یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ راعنا گالی وگستاخی کے لئے تھا، انہوں نے یہی لفظ دوسرے معنی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو بارگاہِ رسالت میں بکواس بکنے کا موقع مل گیا۔ وہ بھیدوں کا جاننے والا اور نیتوں سے واقف رب ہے اس کو یہ

کیسے پسند ہوسکتا تھا کہ کسی کو میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کا موقع ملے، آیت کریمہ آئی ﴿ **يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنواالَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرنا وَاسْمَعُوْا** ﴾ اے ایمان والو راعنا نہ کہنا بلکہ یوں عرض کرلیا کرو کہ ﴿ **انظُرنا** ﴾ یعنی رسول اللہ ہم پر نظر رکھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ ایسے ادب کی جگہ ہے جہاں ایسے لفظ بولنے کی بھی گنجائش نہیں جس سے کسی دشمن کو بدگوئی کا موقع مل جائے۔ جب تک یہودیوں نے اس لفظ کا استعمال شروع نہیں کیا تھا صحابہ کرام یہ لفظ استعمال فرماتے رہے اور کوئی روک ٹوک بھی نہیں آئی، مگر جب یہودیوں نے غلط استعمال شروع کردیا تو آیت کریمہ نازل ہوگئی۔

اپنی طرح بشر کون کہے؟ صحابہ کرام راعنا بُری نیت سے نہیں کہتے تھے اگر بُری نیت سے کہتے تو کافر ہوجاتے۔ انہیں صرف اس لئے روکا گیا کہ یہ لفظ کافر بھی کہنے لگے تھے۔ تمہاری نیت صحیح ہومگر اگر وہی کافر بھی بول سکتے تو ایسا لفظ مت بولو۔ اب ہم تمہاری نیت نہ دیکھیں گے۔ ﴿ **قُلْ اِنَّمَا اَنَابَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** ﴾ کی روشنی میں کہو کہ رسول ﷺ ہماری طرح ہیں۔ اور اس میں تمہاری کوئی بُری نیت بھی نہ ہو بلکہ نیت بڑی اچھی ہو، مگر ماننا ہوگا کہ یہ وہ بولی ہے جو کافر بھی توہین کی نیت سے بولتے رہے۔ تمہاری نیت توہین کی نہ سہی، تمہاری نیت تعظیم کی سہی، تمہاری نیت توقیر کی سہی، مگر جب کافر اُسے توہین کی نیت سے بولتا رہا تو اب ایسا لفظ بھی بولنا حرام ہوگیا جیسے راعنا کہنا حرام ہوگیا۔ صحابہ کرام کی نیت بُری نہ تھی مگر جب یہودیوں نے بولنا شروع کیا تو اب بولنا حرام ہوگیا۔ تم جھوٹے ہو جو کہتے ہو کہ ہماری نیت بُری نہیں۔ ارے نادانو! اگر بُری نیت نہ ہوتی تو فضائل کی آیت چھوڑ کے اسی پر کیوں ٹھہرتے۔ تمہاری بُری نیت کی سزا یہ ملی کہ جس آیت کے مخاطب کفار ومشرکین تھے اُن میں خود شامل ہوگئے ﴿ **قُلْ اِنَّمَا اَنَابَشَرٌ مِّثْلُكُم** ﴾ اے محبوب ﷺ تم کہدو کہ ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔ کس سے کہدوں؟ کافروں سے۔ غور کیجئے گا کفار مخاطب ہیں اس کے کہ اے محبوب تم کافروں سے کہو کہ ہم تمہاری طرح ہیں۔ کیا صدیق اکبرؓ سے کہوں؟ نہیں۔ فاروق اعظم سے کہوں؟ نہیں۔ اُن سے مت کہو جو مان چکے ہیں۔ رسول ﷺ کے مخاطب کفار ومشرکین تھے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیت کے مخاطب ہم ہیں تو کدھر گئے۔ چلے تھے رسول ﷺ کو اپنی طرح بنانے کے لئے، لیکن خود ابو جہل کی طرح بن گئے۔

☆☆☆☆☆☆

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ ومقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿**مَـــانَـرَاكَ اِلَّا بَشَـرًا مِثْـلَـنَـــا**﴾ 'ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں' کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿**مَااَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا**﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر' نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿**قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاّ سْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْن**﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے ﴿**اَنَــا خَيْــرٌ مِّـنْــهٗ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَارِوَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ**﴾۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیسی باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔

اور آیۃٔ مبارکہ ﴿**قُـلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی' روحانی' دماغی، قلبی، علمی، عملی حیثیت سے **عبـــده** ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر' ناہی' مزکی' حاکم' نور ہادی' شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول' عمل' سیرت وکردار' دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سینکڑوں لوازم وخصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اتباع میں کئی کئی دن متصل نفلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا **ایــکـم مثلـی** تم میں کون میرے مثل ہے؟ **یـطـعـمـنـی ویـسـقـنـی** (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مثلیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نیند کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے۔؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع وسجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟ جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی**﴾ (النجم/۱۷) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہرھی ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھپکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

☆☆☆☆☆☆

بارگاہِ نبی ﷺ میں آنے سے پہلے: حضور ﷺ کی بارگاہ میں جو رئیس و مالدار صحابہ کرام تھے وہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوتے تھے بڑی دیر دیر تک مسئلے پوچھتے رہتے تھے اور اپنی گفتگو کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء مسلمین کو کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ یہ دیر تک بیٹھنا رب تبارک وتعالیٰ کو پسند نہ آیا' اس بارگاہ کی اہمیت اور ادب میں ایک آیت اُتری ﴿**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً**﴾ (المجادلہ) اے ایمان والو! تم رسول ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہو' کچھ معروضہ پیش کرنا چاہو تو اس معروضہ کو پیش کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کرو۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دس مسئلہ پوچھا تھا تو دس بار صدقہ کیا تھا پھر یہ آیت ختم ہوگئی یعنی وجوب ختم ہوگیا۔ استحباب باقی رہا تو اے ایمان والو! جب تم پیسہ خرچ کر کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آؤ گے تو کچھ وزن محسوس کرو گے یہ آسان نہیں ہے کہ جب تک چاہے بیٹھے رہو اس لئے کہ آدمی کو جب کوئی چیز مفت میں ہاتھ آتی ہے تو وہ بے وزن محسوس ہوا کرتی ہے اس لئے انتظام کیا گیا۔ بعد میں امت کی ضرورت کے لئے یہ حکم اٹھا دیا گیا وجوب اٹھا دیا گیا مگر شروع میں مقام رسالت کو دکھانے کے لئے قرآن میں یہ آیت تو آ گئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے یہاں بلاتا ہے تو کہتا ہے صرف

وضو کر کے آؤ اور رسول ﷺ کے یہاں آؤ تو صدقہ کر کے آؤ۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا جو چیز کچھ خرچ اور محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔** ایک بات اور بھی سمجھ میں آئی کہ ہر چاہنے والا یہ چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کا گھر اپنے گھر کے قریب ہو تو یہ کیا بات ہوئی کہ رب تعالیٰ نے اپنے گھر (خانہ کعبہ) کو مکہ معظّمہ میں رکھا اور محبوب ﷺ کو مدینہ منورہ پہونچا دیا۔ اگر رسول ﷺ کا گنبد خضریٰ مکہ معظّمہ میں ہوتا تو رسول ﷺ کی زیارت لوگ حج کے طفیل میں کرتے اور رب تعالیٰ کو پسند نہیں آیا کہ طفیلی زیارت ہو بلکہ منظور یہ ہے کہ وہاں کے لئے شدرحال کے لئے تین سو میل کا سفر کرو، پیسہ خرچ کرو، صعوبتِ سفر اٹھاؤ اور اُن کے ارادے سے جاؤ تا کہ جو ارادہ نہ رکھے وہ وہاں پہنچ بھی نہ سکے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

فرشتوں نے غسل دیا : ﴿**يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ**﴾ اے ایمان والو ! جب اللہ و رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ اسلئے کہ یہ رسول ﷺ تمہیں زندگی دیتا ہے **لِمَا يُحْيِيْكُمْ** اسلئے کہ رسول ﷺ تمہیں وہ دیتا ہے جو تمہارے لئے حیات بخش ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جن کو آپ غسیل المائکہ کہتے ہیں۔ مغسول الملائکہ کیا بات تھی رات کے وقت اُن کے کان میں ایک آواز آتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا منادی جہاد کے لئے پُکار رہا ہے اور اس وقت یہ ایسے عالم میں تھے کہ غسل کرنا ضروری تھا مگر سوچا کہ اگر غسل کرنے میں لگ گیا تو تعمیل میں تاخیر ہو جائے گی بغیر غسل کئے شریک جہاد ہو گئے اور جب شریک جہاد ہو گئے اور وہاں پہنچے تو شہید بھی ہو گئے۔ جب نعشیں تلاش کی گئیں اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش ملی تو دیکھا پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ سرکار ﷺ نے بتایا کہ اُن

کوغسل کی ضرورت تھی مگر جب میری آواز اُن کے کان تک پہنچی تو یہ غسل کئے بغیر دوڑ پڑے تو اُن کو ملائکہ نے غسل دیا ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔** رسول ﷺ کے حکم پر قربان ہونے اور ادب کرنے والے کو ملائکہ نہلا رہے ہیں گھر میں اگر وہ نہاتے تو اپنے پانی سے نہاتے' اپنے ہاتھوں سے نہاتے کچھ تاخیر بھی ہو جاتی اور جب تاخیر ذرہ برابر نہ کی تو ملائکہ نے نہلایا اور میں نہیں کہہ سکتا کوثر سے نہلایا کہ سبیل سے نہلایا' میں نہیں کہہ سکتا کہ تسنیم سے نہلایا کہ کس چیز سے نہلایا' بہرحال ملائکہ نے نہلایا۔ دیکھا آپ نے یہ ہے رسول کے حکم پر دوڑنے والوں کا انجام ونتیجہ۔

نماز کی حالت میں دوڑ پڑو : صحابی رسول ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں' سرکار ﷺ نے آواز لگائی تو انہوں نے نماز جلد ختم کی اور حاضر ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا دیر کیوں کر دی؟......کتنا معقول جواب تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضو ﷺ نے فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ﴿**یٰۤاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ**﴾ اے ایمان والو ! جب اللہ ورسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ نماز کا بھی عذر نہ سنا جائیگا اللہ ورسول نے جب بلایا تو تجھے نماز کے حال میں دوڑ پڑنا چاہئے۔ اسی لئے علماء کیا فرماتے ہیں اگر رسول ﷺ بلائیں کسی نمازی کو تو فوراً اُس کو چاہئے کہ حاضر ہو جائے مثلاً اگر دو رکعت اُس کو پڑھنا ہے ایک پڑھ چکا ہے جب بھی وہ وہاں سے چلے بیچ میں کسی سے بات نہ کرے اور رسول ﷺ کے پاس جائے' جاکر اُن سے گفتگو بھی کرے اور رسول ﷺ جو اُسکو حکم دیں کہ جاؤ بازار سے تم یہ کام کر آؤ مثلاً تو وہ بھی جا کر آئے اور بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہو جائے پھر وہاں سے جب سرکا ﷺ واپس کر دیں تو پلٹ کر آئے' آنے کے بعد ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو ایک اور پڑھ لے ابھی تک وہ نماز ہی میں تھا۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه ۔** ارے اُس کی نماز کیسے ٹوٹ سکتی ہے قبلہ سے رخ ضرور پھرا تھا کعبے سے رُخ ضرور پھرا تھا مگر کعبے کے قبلہ کی طرف پھرا تھا' بات اُس نے ضرور کی تھی مگر اُس سے کی تھی جس

پر نماز میں سلام بھیجنا واجب ہے۔ تو اب بھلا بتلاؤ اُس کی نماز کیسے ٹوٹ سکتی ہے اور غور کرو کہ اگر دو رکعت ہم پڑھتے تو دو منٹ میں ہو جاتی۔ رسول ﷺ نے اپنے طرف بلا لیا تو دو منٹ والی نماز کتنی لمبی ہوگئی **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔** اے ایمان والو ! جب اللہ و رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ۔ اس آیت نے اس بات پر نص کر دیا کہ رسول ﷺ کی پکار خدا کی پکار ہے رسول ﷺ کا بلانا خدا کا بلانا ہے تو اب جس خدا کی تم نماز پڑھ رہے ہو اسی خدا کا رسول (ﷺ) ہی تو بلا رہا ہے **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

قرآن نے کسے مردہ کہا ؟

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَايُحۡيِيۡكُمۡ﴾ اے ایمان والو ! جب اللہ و رسول تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ (بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو جاؤ) اسلئے کہ یہ رسول ﷺ تمہیں زندگی دیتا ہے **لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ** اسلئے کہ رسول ﷺ تمہیں وہ دیتا ہے جو تمہارے لئے حیات بخش ہے۔ مردوں کو بھی زندو کرتا ہے اور زندوں کو بھی زندہ کرتا ہے کتنے ہیں جو اپنے آپ کو زندہ کہتے ہیں مگر ہیں بالکل مردہ، چلتے پھرتے مردہ۔ **﴿صُمٌّ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ﴾** یہ بہرے یہ اندھے ہیں یہ گونگے ہیں۔ ابوجہل کان رکھ کر بہرا تھا، آنکھ رکھ کر اندھا تھا، زبان رکھ کر گونگا تھا۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ دیکھنے والی آنکھ بھی اندھی ہوتی ہے، سننے والا کان بھی بہرا ہوتا ہے، بولنے والی زبان بھی گونگی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ آنکھ ضرور رکھتے ہیں مگر حق نہیں دیکھتے، اس لئے یہ اندھے ہیں۔ یہ کان ضرور رکھتے ہیں مگر حق نہیں سنتے، اس لئے یہ بہرے ہیں۔ زبان رکھتے ہیں مگر حق نہیں بولتے، اس لئے یہ گونگے ہیں۔ تو مجھے کہنے دو کہ یہ جان رکھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ پہ قربان نہیں کرتے، اس لئے یہ مردہ ہیں۔ قرآن مجید نے صاف لفظوں میں انہیں مردہ فرمایا ہے **﴿اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى﴾** اے حبیب ﷺ ! آپ ان مُردوں (کافروں) کو نہیں سُنا سکتے۔ مُردوں

(کافروں) کومنوانہیں سکتے۔ یہی ہیں چلتے پھرتے مردہ۔ کان رکھ کر بہرے، آنکھ رکھ کر اندھے، زبان رکھ کر گونگے اور جان رکھ کر کے مردہ۔ واقعی جب مردہ ہیں تو مردوں واکی خاصیت پیدا ہوگئی۔ دیکھو زندے ایک دوسرے کو تحفہ پیش کرتے ہیں......ہم نے آپ کو کوئی تحفہ پیش کیا اور آپ نے ہم کو کوئی تحفہ دیا، یہ زندوں کا طریقہ ہے۔ الحمداللہ ہم سب زندہ اور ہمارے سب جانے والے بھی زندہ۔ یہاں سے ایصال ثواب کا تحفہ جاتا ہے اور اُدھر سے اُن کے فیوض و برکات آتے ہیں۔ زندے زندوں کو دے رہے ہیں مگر مردہ نہ لینا جانتا ہے نہ دینا جانتا ہے **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه۔**

اب تم اس راز کو سمجھ لو۔ وہ کہتے ہیں مت بھیجو، مت بھیجو۔ سوچتے ہیں کہ ہم اپنے والے کو تو بھیج ہی نہیں پاتے تو یہ لوگ بھی اپنے والے کو نہ بھیجیں۔ اُن سے کہنا کہ تم نہیں بھیج کر ٹھیک ہی کئے کہ اُدھر والے بھی مردہ، اور تم بھی مردہ۔ مردہ، مردے کو نہیں دیتا۔ ہم زندہ، زندے کو دے گا **اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه۔**

﴿ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ﴾ یہ رسول ﷺ زندگی دیتا ہے۔ کیا تم اس پیارے واقعے کو فراموش کر دو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر آگے آگے جا رہا ہے فرعون پیچھے پیچھے تعاقب کر رہا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر جا رہے ہیں جہاں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ رہی ہے وہاں سبزیاں اُگ رہی ہیں۔ (بنی اسرائیل کے ایک شخص) سامری نے اُس جگہ کی خاک اٹھالی ہے جہاں جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ پڑ رہی ہے اور پھر ایک سونے کا بچھڑا بنایا اور اس خاک کو اس کے منہ میں ڈال دیا تو بچھڑے کے اندر زندگی پیدا ہوگئی۔ اب بتاؤ یہ زندگی کہاں سے آئی؟ سبب بتاؤ۔ یہ اسباب کی دنیا ہے یہ وسائل کی دنیا ہے دینے والا خدا ہے مگر ذریعہ تلاس کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جہاں قدم پڑا اُس خاک میں زندگی آ گئی اور وہ خاک کی زندگی ایسی زندگی تھی جس نے بچھڑے کو زندگی دیدیا۔ گھوڑے کے ٹاپ کے اندر کہاں سے زندگی آئی؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر بیٹھے تو گھوڑے کے ٹاپ کے اندر زندگی آئی، پھر زندگی نے ذرے کو زندہ کیا، اور ذروں

نے سامری کے بچھڑوں کو زندہ کردیا۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی ٹاپ کے اندر زندگی بخشنے کی طاقت خدا نے دی ہے تو یہ جبرئیل علیہ السلام وہی تو ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر پیشانی ٹیک دی تھی۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** ۔اور مجھے کہنے دو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زندگی رسول ﷺ سے لی اور اب زندگی دے رہے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر　　ہر حق سوئے غریباں یک نظر
ادب گاہیست زیرِ آسماں ازعرش نازک تر　　نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید اینجا

☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ زندگی بخشتے ہیں : اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی صفات کا مظہر کامل بنادیا۔ نبی کریم ﷺ تم کو زندگی بخشتے ہیں۔۔مُردہ کو' زندہ کے دل کو' جان کو' خیالات کو زندہ فرمانے والے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم لگا گھوڑی سے' گھوڑی کا خاک سے اور خاک پڑی بے جان بچھڑے کے منہ میں' وہ زندہ ہوگیا' اسی لئے اس کو روح الامین کہتے ہیں کیونکہ اُن سے روح ملتی ہے اور حضور ﷺ کی نظروں میں ہزارہا جبریلی طاقتیں ہیں تو اُن کے اشارے سے مُردے بھی زندہ کیوں نہ ہوں۔

مدارج النبوۃ میں بہت سے ایسے واقعات لکھے ہیں جن میں حضور ﷺ نے مردوں کو زندہ فرمایا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر حضور ﷺ کی دعوت تھی انہوں نے بکری ذبح کی۔ اُن کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کردیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا۔ وہاں سے پاؤں پھیلا تو وہ بھی گر کر مرگیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چُھپا دیا تاکہ دعوت میں حرج نہ ہو' جب کھانے پر حضور ﷺ نے تشریف رکھا تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤ۔ ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے واقعہ عرض کیا تب حضور ﷺ نے اُن کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک دعوت میں دسترخوان سے حضور ﷺ نے ہاتھ پونچھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی وہ دسترخوان میلا ہوجاتا تھا تو اس کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے تھے وہ اس میں نہ جلتا تھا بلکہ صاف ہوجاتا تھا۔

امام بیہقی نے دلائل النبوت میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی۔ اُس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاتا‘ یہاں تک کہ میری بیٹی زندہ کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا۔ اُس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا‘ **لبيك وسعديك** ۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے کہ دُنیا میں پھر آ جائے؟ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی ۔ ۔ میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے لئے آخرت کو دُنیا سے اچھا پایا۔

حافظ ابونعیم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ‘ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کا چہرہ متغیر پایا۔ اس لئے وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے‘ میں نے نبی ﷺ کا چہرہ متغیر دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا‘ اللہ کی قسم! ہمارے پاس یہ بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔ پس میں نے بکری کو ذبح کیا‘ اور اُس نے دانے پیس کر روٹی اور گوشت پکایا‘ پھر ہم نے ایک پیالہ میں ثرید بنایا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کرلو۔ میں اُن کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا‘ اُن کو میرے پاس جدا جدا جماعتیں بنا کر بھیجتے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے۔ جب ایک جماعت سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی اور دوسری آتی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور پیالے میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو۔ پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیوں کو جمع کیا‘ ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا۔ پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا۔ جسے میں نے نہیں سنا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتی اُٹھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی بکری لے جا۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا‘ اللہ کی قسم یہ ہماری بکری ہے۔ جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دُعا مانگی۔ پس اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔ یہ سن کر میری بیوی نے کہا‘ میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

غزوہ خیبر کے بعد سلام بن مشکم یہودی کی زوجہ نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت ﷺ کی

خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ اُس میں سے بازو اُٹھا کر کھانے لگے وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے۔ وہ یہودیہ طلب کی گئی۔ تو اُس نے اعتراف کیا کہ میں نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ یہ معجزہ مردے کے زندہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ کرنا ہے۔ حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے مفصل تھا مردہ ہی تھا۔

آنحضرت ﷺ کے والدین کا آپ کی خاطر زندہ کیا جانا اور اُن کا آپ پر ایمان لانا بھی بعض احادیث میں وارد ہے۔ علامہ سیوطی نے اس بارے میں کئی رسالے تصنیف کئے ہیں اور دلائل سے اُسے ثابت کیا ہے۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

حضور ﷺ کے توسل سے بھی مردے زندہ ہوگئے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان نے وفات پائی۔ اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس جوان کو کفنا دیا اور اس کی ماں کو پرسہ دیا۔ ماں نے کہا، کیا میرا بیٹا مر گیا ہے۔ ہم نے کہاں۔ ہاں۔ یہ سن کر اس نے یوں دُعا مانگی یا اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا دیا اور کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ (سیرت رسول عربی۔ علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمتہ)

غرض کہ جانوروں کو، انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی ہے کنکروں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوالیا۔ لکڑی فراق میں روئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مردہ نسانوں کو زندہ کیا، مگر حضور ﷺ نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی۔

☆☆☆☆☆☆

بے ادبوں کی فہرست : اُس دور کے بے ادبوں میں ایک بڑا بے ادب ولید ابن مغیرہ نے کہا ﴿**یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ**﴾ (حجر/٦) اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے تم یقیناً مجنون ہو۔

ولید ابن مغیرہ کی اس گستاخی کا حضور نبی مکرم ﷺ جواب دے سکتے تھے مگر ارشادِ ربّانی ہوا کہ

اے محبوب ﷺ اس گستاخ کا جواب میں دیتا ہوں تا کہ یہ جواب قرآن مجید میں شامل ہوکر سنتِ الٰہی بن جائے ﴿مَآ اَنْـتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ﴾ (قلم/۲) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ ﴿وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾ (قلم/۳) اور آپ کے لئے تو بے پایاں اجر ہے ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم/۴) اور آپ تو خلق عظیم پر ہیں۔

پہلے رسول ﷺ کے اوصاف کو رسول کو سنایا، اُس کے بعد پھر جس نے مجنون کہا تھا اُس کے دس عیب قرآن نے شمار کرائے۔ ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۙ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيْمٍ﴾ (القلم/۱۳) اے محبوب ایسوں کی بات پر کان مت دھرو، ایسے کی بات نہ سنو جو پرلے درجہ کا جھوٹا ہے، طعنہ باز ہے، چغلخور ہے، بھلائی سے روکنے والا ہے، حد سے بڑھنے والا ہے، بڑا ہی گنہگار ہے، بڑا سخت دل ہے، اور اے محبوب ﷺ اس پر طرہ یہ ہے کہ حرام زادہ ہے۔ (زنیم اُسے کہتے ہیں کہ جس کے باپ کا پتہ ہی نہ ہو) دس عیب قرآن مجید نے ولید ابن مغیرہ کے شمار کرائے۔

ایک نکتہ : ولید کے جن عیوب کو گنایا گیا ہے ان میں بعض عیوب وہ ہیں جس کو ولید تنہا جانتا ہے اور بعض عیوب وہ ہیں جس کو ولید کی ماں تنہا جانتی ہے ایسے عیب شمار کرائے تو اب یہ صرف عیوب کا شمار کرانا ہی نہیں ہوا بلکہ جواب بھی ہوگیا کہ جس نبی ﷺ کو تو مجنون پاگل کہتا ہے وہ تیرے اس عیب کو بھی جانتا ہے جس کو تیری ماں کے سوائے کوئی نہیں جانتا **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه** جو نبی ﷺ اتنا جاننے والا ہوگا وہ نبی ہوگا کہ مجنون ہوگا؟ وہ رسول ہوگا کے پاگل ہوگا؟ ولید کے عیب بھی شمار ہوگئے اور نبوت کا پرچار بھی ہوگیا۔ نبوت کا پیغام بھی پہنچ گیا۔ نبی کی شان بھی ظاہر ہوگئی۔

ولید ابن مغیرہ اپنی ماں کے پاس گیا۔ اُس نے کہا، اے ماں! آج محمد عربی ﷺ میرے دس عیب شمار کئے ہیں، (۹) عیب کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں ہیں مگر یہ جو دسواں ہے یہ تو ہی بتا سکتی ہے میرے باپ کا کیا نام ہے بتانا پڑے گا اور سن لو محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔

دیکھا کافر تو سامنے مجنون کہتا ہے اور دل میں یہ خیال بھی رکھے ہے کہ محمد ﷺ جھوٹ نہیں

بول سکتے۔ زبان سے مجنون کہہ رہا ہے مگر سمجھ رہا ہے کہ یہ میری زبان جھوٹ بول رہی ہے محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اے ماں اگر صحیح نہ بولے گی تو میں تلوار سے تیری گردن اُڑادوں گا۔ ماں نے اعتراف کیا کہ تیرا باپ بہت ہی کمزور تھا اور دولت مند تھا اسی لئے میں نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دولت اُس کے مرنے کے بعد اِدھر اُدھر منتشر نہ ہوجائے۔ الغرض تو ایک چرواہے کی گناہ کا نتیجہ ہے۔ دیکھا رسول ﷺ کو گالی دینے والا اپنے آئینہ میں جو اپنے کو دیکھتا ہے تو کیسا پاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کے ہر گستاخ رسول ﷺ کو تحقیق کرنا چاہئے کہ اس کی نسل کا حال کیا ہے۔ بہرحال ماں نے جرم کا اعتراف کرلیا۔ میں ایک بہت ہی عجیب بات آپ کو سنا دیتا ہوں۔ کافر نے کہا محمد ﷺ جھوٹ بول نہیں سکتے۔ تمہیں حیرت ہوگی کچھ ایسے لوگ (دیوبندی مولوی) آج کل ملتے ہیں جو کہتے ہیں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ ولید ابن مغیرہ کہہ رہا ہے محمد ﷺ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ کیسے کلمہ پڑھنے والے ہیں کہتے ہیں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے اس سے ایک مسلہ سمجھ میں آیا جس کو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو شرک کس کو کہتے ہیں شرکت کہتے ہیں خدا کی جیسی شان ہے ویسی کسی غیر خدا کی شان تم مان لو وہ شرک ہے خدا کی ذات کی طرح کسی دوسرے کی ذات کو مان لو یہ شرک ہے۔ خدا کی صفات جیسی کسی کی صفات تم مان لو۔ الغرض یہ شرک ہے کہ جیسے خدا کی شان ہے ویسے کسی کی شان مان لو شرک ہے۔ اب جنکے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اگر اُن کا بھی جھوٹ بولنا ممکن ہے تب تو شرک ہوگیا۔ خدا کا بھی جھوٹ بولنا ممکن اور بندے کا بھی جھوٹ بولنا ممکن تو شرک ہوگیا۔ شرک سے بچنے کی ایک صورت ہے کہ خدا کے جھوٹ بولنے کو یہ ممکن کہیں اور اپنے جھوٹ بولنے کو واجب کہیں۔ اس لئے اگر جھوٹ بولنے کو ممکن کہیں گے تو خدا بندے کی شان ایک ہوجائے گی **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

☆☆☆☆☆☆

وہابیہ دیوبند یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر قدرت ہے۔ بایں معنیٰ کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے یہ محض باطل ہے اور محال کو ممکن ٹھہرانا، اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے

جبکہ کذب (جھوٹ) تو ایسا گندا اور گھنوانا عمل ہے جس سے تھوڑی سی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے بلکہ حقیر سے حقیر انسان بھی اپنی طرف اس کی نسبت کرتے شرماتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے؟ مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے رب تعالیٰ کی امان ہے۔۔ معمولی سمجھ والا، یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت لکھنا اور کہنا درکنار، سننا گوارہ نہ کرے گا۔ جو خدائے قدوس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے مگر وہابیہ دیوبندیہ میں شرم وغیرت کہاں۔

العظمۃ للہ اگر کذب الٰہی، خدائے قادر وقیوم کا جھوٹا ہونا ممکن ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اُٹھائے نہ اُٹھیں اور کافروں ملحدوں کو اعتراض وعناد کی وہ راہیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں۔ حشر ونشر، حساب کتاب، جنت ونار، ثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ ملے کہ آخر اُن پر ایمان صرف اخبارِ الٰہی سے ہے جب اسی میں کذب (جھوٹ) ممکن ہو تو عقل کو ہر خبرِ الٰہی میں احتمال رہے گا کہ شاید ٹھیک نہ ہو ۔۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

☆☆☆☆☆☆

سنی علماء گالی دیتے ہیں: علماء اہلسنت وجماعت پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ گالی دیتے ہیں۔ کیا کسی کافر کو کافر کہہ دیا تو گالی ہے؟ کسی مشرک کو مشرک کہدیا تو گالی ہے؟ کسی منافق کو منافق کہدیا تو گالی ہے؟ کسی رجیم کو رجیم کہدیا تو گالی ہے؟ کسی خناس کو خناس کہدیا تو گالی ہے؟ اگر یہ سب گالی ہے تو یہ سب قرآن میں ہے پہلے قرآن کی صفائی کرو جو اخلاق والی کتاب ہے جو آسمانی کتاب ہے جو صحیفہ مبارکہ ہے یہ سب الفاظ اسی قرآن میں ہیں۔ اور اگر تم اسی قرآن کو مانتے ہو جس میں یہ سب الفاظ ہیں تو تمہیں ان الفاظ کو گالی کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ کیا خدا نے گالی دی ہے؟ حدیث میں اگر منافقوں کو کلاب النار (جہنم کا کتا) کہا تو کیا رسول ﷺ نے گالی دی ہے؟

لطف کی بات یہ ہے ہم سے کہتے ہیں کہ کافر کو کافر مت کہو۔ مزہ تو یہ ہے کہ کافر کو کافر مت کہو کہنے والے خود کافر کہتے ہیں۔ غور کرو کہتے ہیں کافر کو کافر نہ کہو۔ کس کو کافر نہ کہو؟

کافر کو۔ جناب نے تو کہہ دیا کافر کو کافر۔ اُن سے کہو کہ مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہو۔ پوچھا گیا کہ کافر کو کافر کیوں نہ کہیں؟ جواب دیا کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے ایمان لے آئے؟ تو اُن سے کہو کہ مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہنا، اسلئے کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے کافر ہو جائے۔ یہ شریعت پر کتنا بڑا افترا ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا یہی پیغام تھا کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ اگر یہی پیغام تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ﴿**قل یا ایھا الکافرون**﴾ یہ کس کو کہا تھا کافر ہی کو تو کہا تھا۔ ﴿**انما المشرکون نجس**﴾ مشرکین نجس ہیں۔ یہ کس کو کہا؟ شیطان کہا، کس کو کہا؟ خبیث وخبثیات کے الفاظ قرآن میں کیوں آئے؟ اور میں نے جو آیت سنائی اُس میں تو حرام زادہ تک کہہ دیا، اُس میں زنیم کا لفظ بھی آ گیا۔ معلوم ہو گیا کہ تم ابھی سمجھ ہی نہ سکے کہ گالی کس کو کہتے ہیں۔ کافر کو کافر کہنا گالی نہیں ہے، چور کو چور کہنا گالی نہیں ہے، شرابی کو شرابی کہنا گالی نہیں ہے، بدکار کو بدکار کہنا گالی نہیں ہے۔ جو صفت جس کی ہو، اُس صفت سے اُس کو یاد کرنا گالی نہیں ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہو تو گالی ہے۔ کسی نیک کو بُرا کہو تو گالی ہے۔ جو مصداق ہو اُس مصداق والے کو وہی کہو گے تو گالی نہیں۔ مجھ سے تم یہ ضرور پوچھ سکتے ہو کہ جس کو مردود کہا ہے وہ واقعی مردود ہے کہ نہیں؟ جس کو خبیث کہا ہے وہ واقعی خبیث ہے کہ نہیں؟ یہ سوال تو معقول ہے مگر یہ کہنا تو غلط ہے کہ میں نے گالی دی ہے۔ جب میں ثابت کر دوں کہ واقعی ایسا ہی ہے تو یہ چیز گالی نہیں بنتی جب تم گالی نہ سمجھ سکے تو قرآن کیا سمجھو گے اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔ جواب دو کہ قرآن مجید میں جو کچھ ولید ابن مغیرہ کو کہا گیا یہ گالی ہے کہ نہیں؟ اگر اس کو گالی کہو گے تو قرآن مجید کو کیا کہو گے؟ الغرض یہ گالی نہیں ہے اسلئے کہ جس کو ایسا کہا گیا تھا وہ واقعی ایسا ہی تھا۔

ابولہب اور اُس کے بیٹوں کا حشر: ابولہب بے ادبوں کا سردار ہے حضور نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو ابولہب اور اُس کی بیوی ام جمیل سخت دشمن ہو گئے اور انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھا، ابولہب اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے پیغام حق سنانے کے لئے بلایا تھا اُس

نے کیا کہا تھا **تبالك سائر اليوم الهذا جمعتنا** ہلاکت ہو سارے دن تمہارے اوپر' کیا اسی لئے ہمیں اکھٹا کیا تھا۔ غیرتِ الٰہی جوش میں آئی اور ابولہب کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورت ﴿**تبت يدا ابی لهب وتب**﴾ (ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہوگیا) نازل ہوئی جس میں ابولہب اور اُس کی بیوی (ام جمیل) کی مذمت (بُرائی) کی گئی ہے اور اُن کے دوزخ میں جانے سے مطلع کیا گیا ہے۔ ابولہب نے ایک بار کہا مگر آج چودہ صدی سے ہر نمازی اس پر ہلاکت بھیج رہا ہے اور قیامت تک اس پر ہلاکت برستی رہے گی۔ اُس پر دنیا آج تک لعنتیں بھیج رہی ہے یہ ہوا ابولہب کا عبرت ناک انجام۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت سے پہلے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ کے ساتھ کیا تھا اُس وقت مشرکین سے نکاح جائز تھا حرمت کی آیت نہیں اُتری تھی۔ سورۂ لہب ﴿**تبت يدا ابی لهب وتب**﴾ کے نازل ہونے پر ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم لوگ محمد (ﷺ) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دو اور اگر نہیں دوگے تو اپنی میراث سے محروم کردوں گا۔ عتبہ نے صرف طلاق دے دی' بارگاہِ رسالت ﷺ میں کوئی بے ادبی اور گستاخی نہیں کی تھی اس لئے عتبہ قہرِ الٰہی میں مبتلا نہیں ہوا' توبہ کی توفیق سے محروم نہیں ہوا بلکہ فتح مکہ کے دن عتبہ اور دوسرے بھائی معتب دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور دستِ اقدس پر بیعت کر کے شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوگئے اور عتیبہ نے اپنی خباثت سے چونکہ بارگاہِ اقدس میں گستاخی و بے ادبی کی تھی اس لئے وہ قہرِ قہار و غضبِ جبار میں گرفتار ہو کر کفر کی حالت میں ایک خونخوار شیر کے حملہ کا شکار بن گیا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

گستاخ عتیبہ کی بے ادبی سے حضور ﷺ کے قلبِ نازک پر انتہائی رنج و صدمہ گزرا اور جوشِ غم میں حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے **انی اسال الله ان يسلك عليك كلبه**' میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تیرے اُوپر اپنا کتّا مسلط کر دے۔ اس دُعائے ہلاکت کا اثر یہ ہوا کہ ابولہب اور عتیبہ ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام کے لئے

بغرض تجارت روانہ ہوئے۔ ابولہب کو حضور نبی کریم ﷺ سے بڑی دشمنی اور عداوت تھی مگر یہ ضرور سمجھتا تھا کہ اُن کی دُعائے ہلاکت ضرور لگ کر رہے گی اس لئے اُس نے قافلہ والوں سے کہا کہ مجھے محمد (ﷺ) کی دعائے ہلاکت کی فکر ہے سب لوگ ہماری خبر رکھیں' چلتے چلتے ایک منزل پر پہنچے وہاں درندے بہت زیادہ تھے لہذا حفاظتی تدبیر کے طور پر یہ انتظام کیا کہ تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کر کے ایک ٹیلہ بنا دیا اور پھر اس کے اُوپر عتیبہ کو سُلا دیا اور تمام آدمی اُس کے چاروں طرف سو گئے مگر ایک شیر آتا ہے سونے والے کے ہر ایک کے منہ کو سونگھتا ہے سونگھنے کے بعد اندر گیا اس نے عتبہ کے منہ کو سونگھا اور چیر پھاڑ کر برابر کیا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے منہ سے ایسی بو آتی ہے جو جانور بھی پہچانتے ہیں وہاں کافر کی تلاش نہیں تھی گستاخ کی تلاش تھی۔

کاتب وحی کا حشر : ایک شخص ابتداء میں کاتب وحی تھا مگر بعد میں مرتد ہوگیا۔ مرنے کے بعد جب اُس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اُٹھا کر پھینک دیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید اصحاب رسول ﷺ نے اُٹھا کر پھینکا ہوگا۔ دوبارہ دفن کیا گیا' زمین نے پھر پھینکا۔ تین چار مرتبہ جب پھینک دیا۔ جس سے ظاہر ہوگیا کہ رسول ﷺ نے جس کو اپنے دَر سے نکال دیا ہے اُسے زمین بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

گستاخ توبہ کی توفیق سے محروم : سچ ہے باادب بانصیب۔ بےادب بےنصیب جو ادب والے ہوتے ہیں' وہ تقوے والے ہوتے ہیں' اجرِ عظیم والے ہوتے ہیں' مغفرت والے ہوتے ہیں' صلاح وفلاح والے ہوتے ہیں' کامیابی والے ہوتے ہیں اور جو بے ادب ہوتے ہیں وہ رسوائی والے ہوتے ہیں' ذلت والے ہوتے ہیں' جہنم والے ہوتے ہیں۔

کفر بُری چیز ہے مگر جب کفر' کفر کی حد تک رہے' دشمنی' دشمنی کی حد تک رہے تو امید ہے کہ ایمان کی توفیق مل جائے......مگر جب کوئی گستاخی کر دیتا ہے تو توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ گستاخ اپنے وقت کا کتنا بڑا علامہ کیوں نہ ہو' گستاخی کر کے پھر توبہ نہ کر سکے گا۔ ابلیس جنت کو دیکھ کر مانا' جہنم کو دیکھ کر مانا' عذابِ قبر کو دیکھ کر مانا' ملائکہ کو دیکھ کر مانا' سب

چیزیں ابلیس کے مشاہدے میں تھیں، سب کچھ دیکھ چکا تھا۔ جب دیکھ کر ماننے والا نکال دیا گیا تو بے دیکھے ماننے والوں کو نکالنے میں کیا دیر؟ معلوم ہوا کہ گستاخ کو توبہ کی توفیق نہ ہوگی اور توبہ کے بغیر مغفرت نہ ہوگی۔

ابلیس (شیطان) گستاخ تھا، نبی کی عظمت کا منکر تھا، سیدنا آدم علیہ السلام کو مٹی اور بشر کہہ کر تحقیر و تنقیص کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مَردود کہہ کر جنت سے نکال دیا۔ ابلیس، اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی کو جانتا تھا مگر مغفرت نہیں مانگتا تھا، مہلت مانگتا تھا، توبہ نہیں کرتا تھا، اُسے توبہ کرنی چاہیے تھی مگر نہیں کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ گستاخ جو ہوا کرتا ہے اُس سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا**﴾ اے محبوب دیکھ یہ تمہاری کیسی کیسی مثالیں لاتے ہیں، کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی ساحر کہتے ہیں، کبھی سحر زدہ کہتے ہیں، کبھی مجنون کہتے ہیں، کیسی کیسی مثالیں لاتے ہیں، مگر یہ گمراہ ہوگئے ﴿**فلا یستطیعون سبیلا**﴾ اے محبوب! یہ لوگ راستے کی طرف پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں، اُن سے استطاعت چھین لی گئی ہے۔ بغل میں بخاری ضرور رہے گی، سَر پر قرآن بھی رہے گا اگر گستاخی کی ہے تو توبہ نہیں کر سکیں گے، توبہ کی توفیق چھین لی جائے گی۔ فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ دشمن تھے، گستاخ نہ تھے......مگر ابوجہل گستاخ تھا، عتبہ و شیبہ گستاخ تھے، ابولہب گستاخ تھا، عقبہ ابی معیط گستاخ تھا، ولید ابن مغیرہ گستاخ تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جو ابوجہل کے بیٹے تھے، دشمن تھے مگر گستاخ نہ تھے۔ باپ گستاخ تھا، بیٹا گستاخ نہ تھا۔ بیٹا مومن ہوا، باپ رہ گیا۔ عتبہ دشمن ضرور تھے گستاخ نہ تھے بیٹا مومن رہا لیکن باپ ابولہب گستاخی کی وجہ سے کافر رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے دشمنِ اسلام ضرور تھے لیکن گستاخِ رسول کبھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائی، ہدایت کا دروازہ کھول دیا۔

ابو جہل گستاخ رسول تھا اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی تھی، گستاخِ رسول کے لئے ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ہدایت اور مغفرت کی دُعا بھی گستاخ رسول کے حق میں مستجاب نہیں ہو سکتی۔ گستاخِ رسول کو عزت و عظمت، شان و شوکت کی زندگی نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کی عبرتناک زندگی گذارتا رہے گا۔ گستاخِ رسول کے لئے اللہ تعالیٰ جبار و قہار رہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب' مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ')

ایک عاشق رسول ﷺ کا جواب: اگر تم اسلام کی شان و شوکت، بلندیوں اور رفعت کو سمجھنا چاہتے ہو تو تمہیں بانی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کی شوکت کو سمجھنا پڑے گا۔ مکان کی عظمت مکین کی عظمت ہوتی ہے اگر مکین بڑا ہوتا ہے تو مکان بھی بڑا ہوتا ہے۔ کعبہ بڑا اس لئے ہے کہ بیت اللہ ہے ۔ گنبد خضریٰ عظیم اس لئے ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا مکان ہے۔ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب چند مذاہب کے افراد مثلاً یہودی، عیسائی اور اہل ہنود تمہارے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک ہندو کہہ رہا ہے کہ ہمارے رہنما کا حال تم پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم جس کو رام اور لکشمن کہتے ہیں اُس کی توانائیوں کو سمجھو، اُس نے ایک بہت بھاری کمان کے دو ٹکڑے کر دئے۔ عیسائی بولے گا کہ ہم جس کو نبی مانتے ہیں وہ ایسا نبی تھا جس نے مُردوں کو زندہ کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے کا ادعا کرنے والے یہودی بولیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال یہ ہے کہ انہوں نے پتھروں سے چشمہ جاری کر دیا، کوہ طور پر کلام کیا۔ سب اپنے مرکز عقیدت کی تعریف کر رہے ہیں۔ بولو اے مسلمانوں ! اُن کے مقابلے میں اگر تمہیں بولنا پڑے گا تو تم کیا بولو گے؟ کیا یہی بولو گے کہ ہمارا نبی تمہاری طرح ہے ہماری نبی تو مر کے مٹی میں مل گیا ہے۔ ہمارا نبی تو پیٹھ کے پیچھے کی خبر نہیں رکھتا۔ ایسا جب تم کہو گے تو وہ کہیں گے پھر تو ہمارے اچھے ہیں تمہارے سے۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

ایسے موقع میں مجھے بولنا پڑا تو میں کہوں گا اے دھنش کے توڑنے والے، تو نے اسی دنیا کی مادی دھنش کو توڑا اور پوری طاقت سے توڑا، اور میرے رسول ﷺ نے تو چمکتے ہوئے

چاندکو توڑااورایک اشارے سےتوڑدیا **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔** اے حضرت مسیح (علیہ السلام) کا کلمہ پڑھنے والو‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا‘ بڑا معجزہ ہے مگر انہوں نے مُردوں کو زندہ کیا اور مُردہ اسی کو کہتے ہیں جس میں رُوح کی صلاحیت ہو اور رُوح نہ ہو۔ اُس کو مردہ نہ کہیں گے جس میں رُوح کی صلاحیت ہی نہ ہو۔ تو حضرت مسیح نے مردوں کو زندہ کیا یعنی نکلی ہوئی روح کو پلٹایا اور میرے رسول ﷺ نے تو بے روح کنکریوں میں روح ڈالدی **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

اگر حضرت کلیم نے پتھروں سے پانی نکالا تو میرے رسول ﷺ نے اُنگلیوں کی گھائیوں سے پانی نکالا۔ اگر حضرت کلیم کو کوہ طور پر شرف تکلم ملا تو میرے رسول ﷺ کو عرشِ عظیم پر شرفِ تکلم ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یاد کرنے والو ! یاد رکھنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قانون تھا اے موسیٰ کچھ کہنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ لینا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ کہنا ہے تو طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ سننا ہے طور پر آؤ۔ اے موسیٰ کچھ معروضہ پیش کرنا ہے طور پر آؤ ...... مگر حبیب ﷺ کا معاملہ تھا‘ اے حبیب ﷺ تمہیں کچھ کہنا ہے طور پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اے نبی ﷺ صفا مروہ پر بھی آنے کی ضرورت نہیں۔ جبلِ رحمت پر بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ کعبہ میں بھی آنے کی ضرورت نہیں۔ مسجد حرام میں بھی آنے کی ضرورت نہیں‘ بیت المقدس میں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ اے محبوب ﷺ تمہیں کچھ کہنا ہو تو زبان بھی ہلانے کی ضرورت نہیں‘ نظریں اُٹھاؤ تو قبلہ بدل دیا جائے گا **اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں　　خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے　　جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن

وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

رسول اکرم ﷺ کے تشریعی اختیارات	۱۸/	محبت رسول شرط ایمان	۲۰/	عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	۲۰/
اسلام کا نظریہ عبادت / تصورِ الٰہ	۴۰/	النبی الامی ﷺ	۲۰/	حقیقتِ نماز	۲۰/
دین اور اقامت دین	۵۵/	فضیلت رسول ﷺ	۲۰/	اتباع نبوی ﷺ	۲۰/
تعظیمِ نسبت وتبرکات	۲۰/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	تفسیر سورۂ والضحیٰ	۲۰/
محبت اہلبیت رسول ﷺ	۲۰/	عرفانِ اولیاء	۱۵/	معراجِ عبدیت	۲۰/
حقیقت نور محمدی ﷺ	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	ایمانِ کامل	۲۰/

عطائے غوث العالم، امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

فلسفۂ موت وحیات	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۳۰/
فضائل درود وسلام	۲۰/	تاجدارِ رسالت ﷺ	۲۵/	لطائفِ دیوبند	۲۵/

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

عورتوں کی نماز / صحیح طریقہ نماز	۲۵/	طریقہ فاتحہ	۱۵/	صحیح طریقہ غسل	۵۰/
جادو کا قرآنی علاج / آیاتِ شفاء	۸/	احکام میت	۲۰/	مسائلِ امامت	۱۵/
صحابہ کرام اور شوقِ شہادت	۲۰/	قربانی اور عقیقہ	۱۵/	نماز جنازہ کا طریقہ	۱۰/

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰	حقیقتِ توحید	۱۰۰	سنی بہشتی زیور اشرفی	۱۰۰
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	حقیقتِ شرک	۵۰/	عورتوں کا حج وعمرہ	۴۰
شیطانی وسواس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	آیاتِ حفاظت	۸/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۰	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸/	سُنّت و بدعت	۲۵	گناہ اور عذاب الٰہی	۲۵
ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸/	امہات المؤمنین	۸۰	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	جماعت اہلحدیث کا فریب	۱۵
شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/	اہلحدیث اور شیعہ مذہب	۱۵
جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵/	توبہ واستغفار	۲۰/	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	۲۵
ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵/	اسلامی نام	۱۵/	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	۲۵
تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	۲۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۰/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵
شہادتِ توحید ورسالت	۲۵/	برکات نام 'محمد' ﷺ	۲۰/	آیاتِ رزق	۸/

بنک انٹریسٹ اور لائف انشورنس	۱۰/	گلدستہ درود	۸/	Durood Shareef	۳۵
قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی	۱۵/	صحابہ کرام اور تعظیم رسول	۱۵/	قصیدہ غوثیہ مع یازدہ اسماء	۱۰/

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)